ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)
شمارہ:3 جنوری 2009ء محرم1430ھ

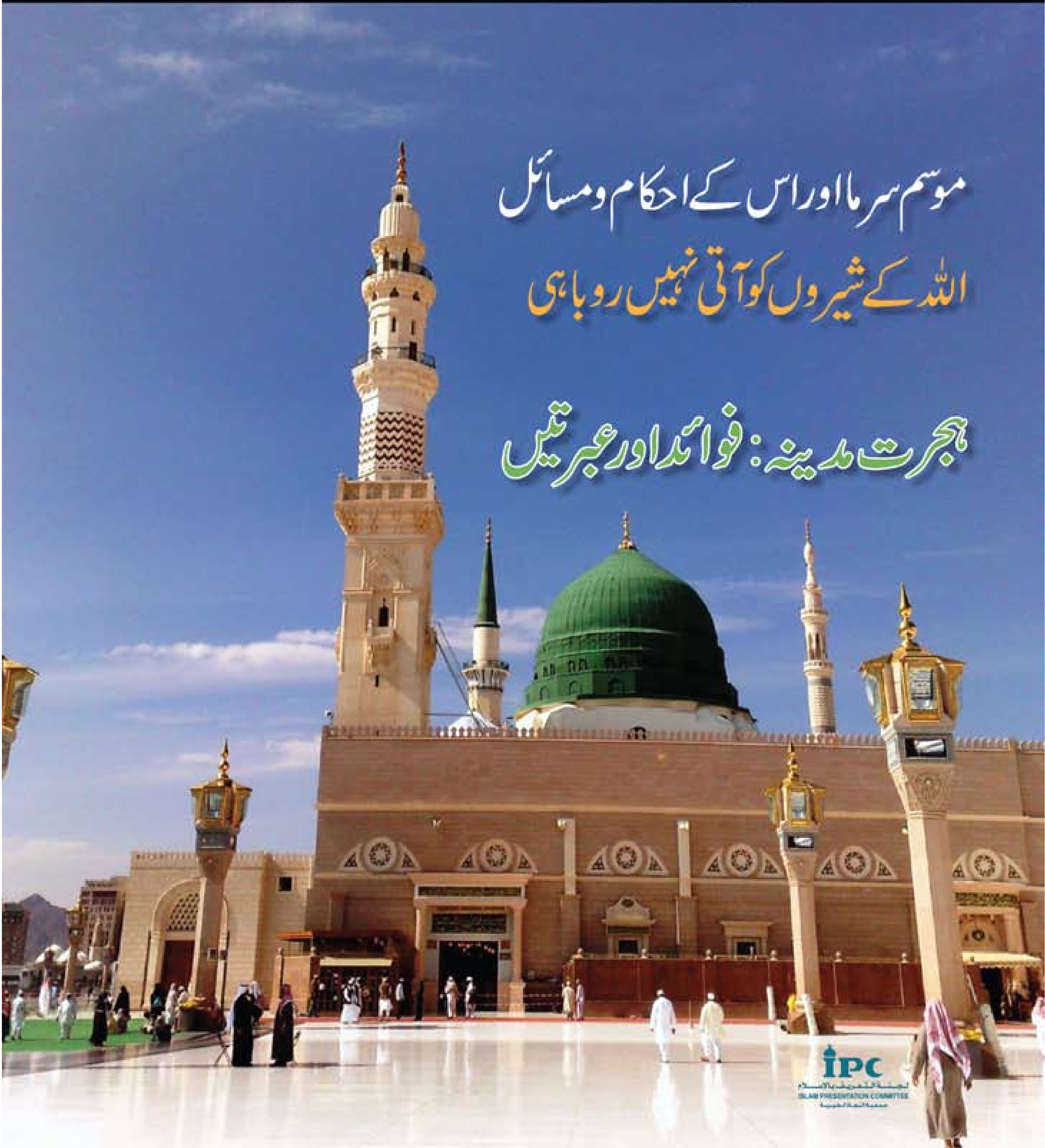

4 کھلتی کلیوں کی حفاظت کیجئے

6 سگریٹ نوشی کے نقصانات

اس شمارے میں

2 تجلیات — سال نو کا پیغام
3 صدائے عرش — خیانت کا انجام
3 آئینۂ رسالت — مسلمان کی پہچان
4 دیار غیر میں — کھلتی کلیوں کی حفاظت کیجئے
5 ایمانیات — خوف خدا اور ہم
6 اصلاح معاشرہ — سگریٹ نوشی کے نقصانات
7 ہدایت کی کرنیں — گنگا سے زمزم تک
8 احکام و مسائل — موسم سرما: احکام و مسائل
10 سیرت کے البم سے — ہجرت مدینہ: فوائد اور عبرتیں
12 دعوت و حکمت — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
14 دعوت و حکمت — اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
15 گوشۂ خواتین — دعوت دین میں خواتین کا رول
16 فقہ و فتاوی — آپ کے مسائل کا حل
17 نکہت گل
18 خبر و نظر — عالم اسلام کی خبریں
19 باغیچۂ اطفال — ہاتھی دیکھنے نہیں آیا، عظمت کے دو دینار
20 روداد چمن — ipc کے شب و روز
21 بزم ادب — خیطان شاخ میں ایک یادگار شام

❖ كلمة العدد (رسالة العام الجديد) ❖ عواقب الخيانة ❖ من هو المسلم ؟ ❖ حافظ على فلذات أكبادك أيها الوافد
❖ الخوف من الله تعالى ❖ التدخين وأضراره ❖ أنوار الهداية ❖ الشتاء : آداب وأحكام ❖ الهجرة النبوية دروس وعبر
❖ الحكمة في الدعوة ❖ خطوات لدعوة النصارى إلى الإسلام ❖ دور المرأة في الدعوة إلى الله
❖ الفتاوى الشرعية ❖ أوراق ذهبية ❖ أخبار العالم الإسلامي ❖ واحة الأطفال ❖ أنشطة اللجنة ❖ النادي الأدبي

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

شمارہ: 3 جنوری 2009ء محرم 1430ھ

سرپرست اعلیٰ
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری
مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمن
محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمن جامعی

گرافک ڈیزائن
نوشاد زین العابدین

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

رابطہ کا پتہ
ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104
ای میل : safatalam12@yahoo.co.in
ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ
لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورة التوبة 40)

اگر تم اُن کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے اُن کی مدد کی اُس وقت جبکہ اُسے کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا' دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ جناب باری نے اپنی طرف سے اُس پر تسکین نازل فرما کر اُن لشکروں سے اُس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں' اُس نے کافروں کی بات پست کردی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے' اللہ غالب حکمت والا ہے۔

رابعہ مطیع الرحمن تیمی

امانت میں خیانت

﴿وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (آل عمران 161)

ترجمہ :''جوشخص خیانت کرے گا وہ خیانت کردہ چیز کو قیامت کے دن لے کر آئے گا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے''۔

تشریح:

اگر کسی کو امانت کا مال سونپا گیا ہے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ مال کو صحیح مصرف میں استعمال کرے ،اگر اس نے غلط سلط حساب کر کے امانت میں خیانت کی تو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ کل قیامت کے دن خیانت کردہ چیزوں کو اپنے کمر اور پیٹھ پر لادے ہوئے اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا۔

اس سلسلے میں بخاری ومسلم کی ایک طویل حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن وعظ فرمایا اور اسمیں خیانت کا ذکر خصوصیت سے کیا نیز اس کی شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے دنیا میں جو کچھ خیانت کی ہوگی اُسے اپنے گردن پر لادے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوگا، آپ سے سفارش کی درخواست کرتے ہوئے کہے گا''یارسول اللہ! میری امداد فرمائیے''۔ آپ اس وقت صاف جواب دے دیں گے لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئاً قَدْ أَبْلَغْتُكَ ''میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں نہ تیری امداد کرسکتا ہوں، دنیا میں میں نے تجھے یہ بات پہنچادی تھی''۔

اور صحیح بخاری کی روایت ہے ایک مرتبہ آپ کے ایک خادم نے غنیمت سے ایک چادر چرائی تھی ، جہاد میں تیر لگنے سے شہید ہوگیا ،لوگوں نے اس کی شہادت پر مبارکباد دی کہ جنت مبارک ہو یعنی شہید ہوگیا جنت میں جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں خدا کی قسم! جس چادر کو خیبر کی جنگ میں اس نے چرایا ہے اور وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ چادر اس غلام پر دوزخ کی آگ بھڑکا رہی ہے''۔ یعنی ایک چادر کی خیانت کی وجہ سے وہ دوزخ میں گیا۔ جب لوگوں نے یہ وعید سنی تو ڈر کے مارے ایک صاحب اٹھے اور چمڑے کے ایک یا دو تسمے لاکر آپ کی خدمت میں پیش کردی آپ نے فرمایا: ''یہ ایک یا دو آگ کے تسمے ہیں''۔

آج مسلم معاشرے میں خیانتیں بالکل عام ہوتی جارہی ہیں، آج کتنے ایسے لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں کو دھوکہ دے کر ان سے پیسے اینٹھتے ہیں ۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جو قرض کے بہانے دوسروں سے پیسے لیتے ہیں اور فرار ہوجاتے ہیں کیا ہمیں اللہ کا ڈر نہیں؟ یہ نہ سمجھیں کہ جیسے چاہیں پیسے بٹورلیں اس کی کوئی پوچھ گچھ ہونے والی نہیں؟ جن جن لوگوں کو چکما دے کر ان کا مال کھائے تھے کل قیامت کے دن سارے لوگ دعویدار بن کر ہمارے سامنے آئیں گے، اس دن پیسے تو ہونگے نہیں کہ دعویداروں کو چکا سکیں تاہم نیکیاں ہونگی ، چنانچہ ہماری ایک ایک نیکی دعویداروں کو دے دی جائے گی ، جب نیکیاں ختم ہوجائیں گی اور دعوے دار باقی رہ جائیں گے تو دعویداروں کے گناہوں کو لے کر ہمارے سر پر تھوپ دیا جائے گا۔ پہاڑوں جیسی نیکیاں لے کر آئے تھے لیکن ابھی گناہوں کا پتلہ بن کر رہ گئے چنانچہ فرشتے کو حکم ہوگا کہ اسے دبوچ کر جہنم کی کھائی میں پھینک دو...... یہی ہے حقیقی افلاس۔

شیخ حبیب الرحمن جامعی (کویت)

مسلمان کی پہچان

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ (البخاری)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے......''۔ [بخاری]

تشریح :

اس حدیث میں سچے مسلمان کی پہچان بتلائی گئی ہے کہ صحیح معنوں میں مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں یعنی زبان سے ایسی باتیں نہ کرتا ہو جن سے دوسرے مسلمان کی دل آزاری ہو اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے وہ کام انجام دیتا ہو جس سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف پہونچے ،زبان سے تکلیف پہنچانے کا مطلب یہ ہوا کہ کسی کو گالی دی جائے ، کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دی جائے ،خرید وفرخت کے معاملات میں جھوٹ بولا جائے وغیرہ۔

زبان اگر چہ جسامت کے اعتبار سے بہت چھوٹی ہے مگر اسکے جرائم بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں، بسا اوقات دو خاندانوں میں اختلاف ،ساس اور بہو میں جھگڑا ، بھائیوں میں نا اتفاقی وغیرہ جیسی بے شمار برائیاں زبان ہی کے کارناموں کا نتیجہ ہیں، صرف غیبت ہی کو لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی شدت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی''.(الحجرات ۱۲) غیبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے کسی کی بُرائی اور کوتاہی کا ذکر کیا جائے جسے وہ بُرا سمجھے ۔ البتہ اگر اسکی طرف ایسی باتیں منسوب کی جائیں جو اسکے اندر موجود ہی نہیں ہیں تو وہ بہتان ہے ۔ اپنی اپنی جگہ دونوں ہی بڑے جرم ہیں اور یہ دونوں جرم زبان ہی سے ہوتے ہیں۔

یعنی کسی مسلمان کی اس کے پیٹھ پیچھے بُرائی بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسے سگے مردہ بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھانا ۔اور ظاہر ہے کہ مردہ بھائی کا گوشت کھانا کوئی پسند نہیں کرتا لیکن صد حیف یہی گوشت آج غیبت کے ذریعہ لوگوں کی مرغوب غذا بن چکا ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ کہے تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے''۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان کے جرائم بہت خطرناک ہوتے ہیں کسی عربی شاعر نے کہا ؂

جراحة السنان له قيام وجراحة اللسان ليس له قيام

''نیزے اور تلواروں کے زخم مندمل ہوجاتے ہیں مگر زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے'' تب ہی تو کہا گیا'' خاموشی سونا ہے''، ''خاموشی میں سلامتی ہے ،اور سلامتی غنیمت ہے'' ایک حدیث میں ہے کہ ''سب سے زیادہ دوزخ میں انسانوں کو داخل کرنے والی دو چیزیں ہیں زبان اور شرمگاہ''۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیانی چیز (زبان) اور دو پیروں کے درمیانی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے تو میں اُس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ (بخاری مسلم)

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کونسا مسلمان افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مسلمان جسکے ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے''۔

سالِ نو کا پیغام

ابھی ہم عیسوی تقویم کے مطابق ۲۰۰۹ اور ہجری تقویم کے مطابق ۱۴۳۰ میں داخل ہو چکے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ سالِ گذشتہ عالم انسانیت کے لیے بالعموم اور امت مسلمہ کے لیے بالخصوص نہایت کربناک رہا، عالمی اقتصادیات میں ایسی آگ لگی کہ اس کی شرر انگیزی تاہنوز جاری ہے، سیلابوں اور زلزلوں کی شکل میں قدرتی آفات آئے، علاقائیت اور نسل پرستی کے شیطان نے کتنے شب خون مارے، دہشت گردی کے عفریت نے ایسی تباہی مچائی کہ انسانیت چیخ اٹھی، اور حالیہ دنوں فلسطین میں اسرائیلی وحشیوں نے ایسی درندگی کا مظاہرہ کیا کہ دانتوں تلے انگلیاں آگئیں، نہ جانے کہاں گئی انسانیت؟ کہاں گئی شرافت؟ اور کہاں گئیں حقوق انسانی کی علمبردار تنظیمیں؟۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ہم کب تک اپنی پستی کا رونا روتے رہیں گے اور دوسروں کے سر الزام تھوپتے رہیں گے؟ شاید قصور ہمارا بھی تو نہیں؟ کبھی ہم نے اپنا محاسبہ بھی کیا؟ سالِ نو کی آمد میں خود احتسابی کی دعوت ہے۔ یہ محض ایک سال کا جانا اور دوسرے سال کا آنا نہیں بلکہ ہماری عمر سے ایک سال کم ہوا ہے، اب ہم اپنے آپ کا جائزہ لیں کہ ہم کہاں ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ اور کیا کرنا چاہیے تھا؟۔

آج ہماری تنزلی، انحطاط، اور پستی کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس بنیاد کو چھوڑ دیا ہے جسے تھامے رہنے میں ہماری فتح وظفر کا راز پنہاں تھا، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک ایک چیز اپنی بنیاد سے جڑی رہتی ہے اس کا وقار قائم رہتا ہے اور جب ہی اپنی بنیاد کو چھوڑتی ہے پستی اس کا مقدر بن جاتی ہے' مثلاً آم کا پھل جب تک اپنی ڈالیوں سے لگا ہوتا ہے اونچائی پر ہوتا ہے لیکن جب ڈالی کو چھوڑتا ہے تو فوراً زمین پر آگرتا ہے۔ یہی حال قوم مسلم کا ہے جس کی سربلندی ایمان پر موقوف ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ تم ہی سربلند رہو گے بشرطیکہ تم مومن رہو۔ سربلندی کے لیے ایمان کی شرط رکھی گئی ہے۔ گویا اگر تمہارے اندر سے ایمان گیا تو تمہارے اندر پستی آجائے گی، دشمنان اسلام تمہارے خلاف جری ہو جائیں گے اور وہ تمہیں لقمہ تر بنالیں گے...... آج حضور پاک ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہمارے حال پر صد فیصد صادق آتی ہے:

"ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب دوسری قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹتے ہیں۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی کہ دوسری قومیں ہمارے خلاف متحد ہو جائیں گی؟ ارشاد فرمایا: نہیں' اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے، تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی پیدا ہو جائے گی۔ (یہ سن کر) کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے نفرت کرنے لگو گے"۔ (ابوداؤد)

واقعہ یہ ہے کہ آج ہم دین سے دور ہونے کے باعث ہی ہر جگہ ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، ورنہ تاریخ نے وہ دور بھی دیکھا ہے کہ اہل ایمان کی مٹھی بھر جماعت نے کفر کے ایوانوں میں کلمہ حق بلند کیا تھا، وقت کی سپر پاور طاقت قیصر وکسری کو تاراج کیا تھا، اور چہار دانگ عالم میں اپنی فتح وظفر کا پرچم لہرایا تھا، اسلام کے ان سورماؤں اور دین حق کے جیالوں نے دنیا کو قدموں سے ٹھکرایا تو دنیا ان کی کنیز بنی، لیکن آج ہم نے دنیا اور اس کی رعنائیوں میں عزت ڈھونڈنے کی کوشش کی تو ہمیں ذلت ورسوائی نصیب ہوئی۔

لہذا سالِ نو کا پیغام یہ ہے کہ اگر ہم تاجر ہیں تو اپنے مال کا جائزہ لیں کہ اس میں حرام کی آمیزش تو نہیں، اگر ہم ملازم ہیں تو اپنی ڈیوٹی کا جائزہ لیں کہ ہم اس میں کوتاہی تو نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ہم مدرس ہیں تو اپنی ذمہ داری کا جائزہ لیں کہ ہم کس حد تک امانت کی ادائیگی کر رہے ہیں، اگر ہم داعی ہیں تو اپنی دعوت کا جائزہ لیں کہ کس حد تک اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ اور مجموعی طور پر یہ بات یاد رکھیں کہ ہماری دنیوی واخروی سربلندی پوشیدہ ہے ایمان میں، یقین میں، اور اتباع کتاب وسنت میں...... دانا وہی ہے جو اپنے احوال کی اصلاح میں لگ جائے۔ تو غفلت کب تک اور سستی تا کجے؟ سالِ نو کی آمد پر اپنے نفس کا محاسبہ کریں، اپنے معمولات پر نظر ثانی کریں اور اپنی زندگی کا نیا صفحہ کھولیں ضرور ہمارے دنیوی واخروی مسائل حل ہونگے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

خوفِ خدا اور ہم

سید عبدالسلام عمری (کویت)

بندۂ مومن کے تئیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
''ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں' اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح پڑھتے ہیں، اور تکبر نہیں کرتے، اُن کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے اُن کو دے رکھا ہے' وہ خرچ کرتے ہیں، اور کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے'' (السجدہ ۱۶۔۱۷)
ان سعادتمند روحوں کے لیے رب کریم نے کیا چھپا رکھا ہے کوئی نہیں جانتا۔ رب کریم کے اِس انعام سے اہل ایمان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اور وہ بے خوف وخطر زندگی کے مزے لوٹیں گے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں نے اپنے بندوں کے لیے وہ وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں، نہ کسی انسان کے وہم وگمان میں اُن کا گذر ہوا'' (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رحمت کا مستحق بننے کے لیے اعمال صالحہ کا اہتمام ضروری ہے۔

آیئے ذرا ہم اسلاف میں خوف خدا کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں تا کہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہ جوابدہی کے احساس سے کس قدر کانپتے تھے۔

یہ دنیا لمحۂ فکریہ ہے

انسان کی ظاہر بیں نگاہیں ان حقائق کا ادراک نہیں کر سکتیں جن کا تعلق اعمال کی جزا وسزا سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کو شب معراج کے علاوہ مختلف اوقات میں اُن کا مشاہدہ کرایا گیا، واقعہ یہ ہے کہ اگر ہمیں خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی سزا کا مشاہدہ ہو جائے تو ہماری ساری خوشی چھن جائے اور ہر وقت آنکھیں بھیگی رہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْراً (بخاری) ''اگر تم کو ان باتوں کا علم ہو جائے جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت تھوڑا مسکراتے اور بہت زیادہ روتے''۔

خوف خدا کا ثمرہ

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: پچھلے دور کے ایک خوشحال آدمی نے مرنے سے پہلے اپنے فرزندوں سے پوچھا: میرے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ باپ کی حیثیت سے میں نے تم سے کیسا برتاؤ کیا ہے؟ بیٹوں نے جواب دیا: ''آپ تو بہت اچھے باپ ہیں''۔ اس نے کہا: میں نے کبھی نیک کام نہیں کیا: (اگر خدا کی عدالت میں پیش ہوا تو سزا پاؤں گا، لہٰذا میری اس وصیت پر عمل کرو) جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو آگ سے جلا کر کوئلے بنا لو اور خوب پیس لو، پھر میری راکھ کو تیز وتند ہوا میں بکھیر دو۔ (اس وصیت پر عمل کرنے کے لیے اس نے اُن سے عہد وپیمان لیا) جب وہ مرا تو انہوں نے اس وصیت پر عمل کیا اور اس کی فرمائش پوری کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کے بکھرے ہوئے ذروں کو جمع کر کے اُسے انسانی شکل عطا کی اور پوچھا: ''تو نے یہ طرز عمل کیوں اختیار کیا''؟ وہ بولا: ''آقا آپ کے ڈر سے''۔ (یہ سنکر) اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اُسے نوازا (اور معاف کر دیا)''۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے باوجود انسان کو اللہ تعالیٰ کے محاسبہ سے برابر ڈرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے وہ لوگ یقیناً محروم نہیں ہونگے جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہونے سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا محاسبہ سے ڈر

آنحضرت ﷺ کی سب سے چہیتی بیوی سیدہ عائشہؓ آخرت کی جوابدہی کے خوف سے کانپتی رہتی تھیں۔ ان کی وفات سے چند لمحات پہلے عبداللہ بن عباسؓ نے اسلام میں ان کے مقام ومرتبہ اور خدمات کا جب اظہار اور اعتراف کیا تو انہوں نے فرمایا ''اے ابن عباسؓ رہنے دو (ان باتوں کو) وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ کُنْتُ نَسْیًا مَنْسِیّاً (مسند احمد) ''اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں پسند کرتی ہوں کہ مجھے بالکل بھلا دیا جاتا۔ میری تو سب سے بڑی آرزو یہی ہے کہ میرا ذکر تک کہیں نہ ہوتا کیونکہ اللہ کی عدالت میں حاضر ہو کر زندگی کا حساب دینے سے ڈرتی ہوں''۔

خدا سے ڈرنے کا ایک منظر

سیدنا عمر بن الخطابؓ پر مجوسی کے قاتلانہ حملہ کے بعد ایک انصاری نوجوان نے آکر کہا: ''امیر المؤمنین! اللہ کی طرف سے خوشخبری قبول فرمایئے، یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ آپ نے اسلام قبول کرنے اور اُسے غالب کرنے میں پہل کی تھی۔ پھر خلافت کا منصب آپ کے سپرد کیا گیا تو آپ نے خلق خدا پر عدل وانصاف سے حکومت کی، (اب اخیر میں) خدا کی راہ میں شہید ہوئے''۔ حضرت عمرؓ نے یہ بات سن کر فرمایا: ''میرے بھتیجے! میری صرف یہ آرزو ہے کہ اسلامی حکومت کی سربراہی کے معاملے میں برابر سرابر چھوٹ جاؤں' مجھے اس پر سزا ملے نہ انعام''۔ (بخاری)

ایک تابعی اور آخرت کا خوف

بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ ''بصرہ کے قاضی (جج) جناب زرارہ بن اوفیؒ بنی قشیر کو نماز پڑھاتے تھے، ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں سورہ مدثر کی یہ آیت ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ﴾ ''جب صور پھونکا جائے گا وہ دن بڑا ہولناک اور سخت ہے''۔ پڑھی تو اُن پر ایسا اثر ہوا کہ زمین پر گر پڑے اور دفعۃً اُن کی روح پرواز کر گئی۔ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اُن کی میت کو اُن کے گھر میں منتقل کیا''۔ (ترمذی)

حضرت زرارہؒ مشہور تابعی ہیں، بصرہ میں قضا کے منصب پر فائز تھے اور بنی قشیر کے پیش امام بھی' قیامت کی ہولناکی سختی اور جوابدہی کے احساس کی تاب نہ لا سکے اور بے جان ہو کر زمین پر گر پڑے۔

سچ فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے: مومن اپنے گناہوں (کے انجام) سے اُس آدمی کی طرح خوفزدہ ہوتا ہے جو پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہو اور اُسے اندیشہ ہو کہ یہ پہاڑ اس پر گرنے والا ہے۔ اور فاسق اپنے گناہوں کو اپنی ناک پر گزرنے والی مکھی سے زیادہ وزن نہیں دیتا۔ (بخاری)

بندۂ مومن معصوم نہیں ہوتا، اس سے غلطیاں ہوتی ہیں، لیکن ایک مومن غلطی پر اصرار نہیں کرتا فوراً پشیمان ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ گویا وہ کسی اونچے پہاڑ کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہے، اللہ کی گرفت کے خوف سے اُس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور وہ بارگاہ ایزدی میں عاجزی ولجاجت سے مغفرت طلب کرتا ہے۔

حرف اخیر: اللہ والوں کے خوف خدا کی ایک جھلک آپ کے سامنے ہے، اب ہم اپنے دل کو ٹٹولیں کہ کیا ہم نے کبھی اپنے نفس کا جائزہ لیا کہ ہم کہاں ہیں، کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے......؟؟؟

دیارِ غیر میں

تیسری قسط

کھلتی کلیوں کی حفاظت کیجئے

صفات عالم محمد زبیر تیمی (کویت)

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد جیسی نعمت سے مالامال کر رکھا ہے' تو آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے گلشن حیات کے ان کھلتی کلیوں کی نگہبانی کریں' ایسی نگہبانی کہ ہمیشہ شگفتہ رہیں اور ان میں کمھلا پن نہ آنے پائے۔

اگر یہ کلیاں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہیں تو زہے خوب، تاہم ان کی دینی وروحانی تربیت کی طرف دھیان دینے کی اشد ضرورت ہے، عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ انکے دینی تعلیم کا بھی اہتمام ہونا چاہیے، بفضلہ تعالیٰ کویت کے ہر علاقے میں مساجد کے اندر حفظ قرآن کے حلقے پائے جاتے ہیں' جنکی کارگزاریاں قابل ستائش ہیں، اور خوش آئند بات یہ ہے کہ بیشتر والدین اپنے بچوں کے تئیں ذمہ داری کا شعور رکھتے ہیں' اور اسکی طرف خاطرخواہ پیش رفت فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید بال وپر عطا فرمائے آمین۔ تاہم گھر کا ماحول بھی دینی ہونا چاہیے تاکہ بچوں کی روحانی تربیت ہوتی رہے کیونکہ آج کے یہی بچے کل کے معمار قوم وملت بننے والے ہیں۔

اگر آپ کے بچے آپ کی آنکھوں سے دور ہیں تو ان کی تربیت کی ساری ذمہ داری ماں پر عائد ہوتی ہے، بچوں کی تربیت میں ماں کا کلیدی رول ہوتا ہے، تاہم قدم قدم پر باپ کے سایہ کی ضرورت پڑتی ہے، اگر وطن سے دور ہونے کے باعث بچے آپ کے سایہ شفقت سے محروم ہیں تو کم ازکم فون پر ان سے باتیں کرتے رہیں، انہیں ماں کی اہمیت کا احساس دلاتے رہیں، اور ماں کو بھی بچوں کی تربیت پر خصوصی دھیان دلائیں۔

لیکن حقائق یہ بتاتے ہیں کہ بیشتر تارکین وطن اقتصادی حالت اچھی ہونے کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت میں ناکام ثابت ہورہے ہیں، جسکے باعث انکے بچے زندگی کے میدان میں پیچھے رہنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی انحراف کے شکار ہوجاتے ہیں' حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اگر وہ وطن سے دور ہیں تو بیوی کو بچے کی دینی تربیت کرنے اور انہیں بُری صحبت سے دور رکھنے کی بار بار تاکید کرتے رہتے۔

پردیسی بھائی! ماں اگر تعلیم یافتہ اور دیندار ہو تو بچوں کی خاطرخواہ تربیت کرسکتی ہے، تاریخ میں کتنی ایسی مائیں ملتی ہیں جن کی کوششوں سے ان کے بچے کامیابی کے بام عروج تک پہنچے۔

سفیان ثوریؒ کی ماں اپنے فقر وفاقہ کے باوجود انکی تعلیم کے لئے سوت کات کات کر رقم جمع کرتی تھیں تاکہ یکسوئی کے ساتھ علم حاصل کرسکے، گاہے بگاہے نصیحت بھی کرتی تھیں ایک مرتبہ ماں نے فرمایا: ''بیٹا! جب تم دس حرف لکھ چکو تو یہ غور کرو کہ کیا تمہاری خشیت، بردباری اور وقار میں اضافہ ہوا؟! اگر ایسا نہ ہوسکا تو سمجھ لو کہ یہ علم تیرے لیے نقصاندہ ہے' نفع بخش نہیں''۔

اور یہ امام مالکؒ کے استاد ربیعہ الرائیؒ ہیں جو ابھی بچے تھے تو ان کے والد تیس ہزار دینار اپنی بیوی کے پاس چھوڑ کر پردیس کسی مہم پر نکل گئے، نیک بیوی ساری رقم ربیعہ کی تعلیم وتربیت میں صرف کرکے انہیں علامہ زماں بنادیتی ہے۔ جب ایک عرصہ کے بعد باپ گھر پہنچتا ہے تو یہ دیکھ کر اللہ کا شکر بجالاتا ہے کہ بیٹا مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

بچپن میں بچہ کورا کاغذ کی مانند ہوتا ہے جس پر جو نقش ڈالا جاتا ہے ثبت ہوجاتا ہے۔ جب ان قیمتی لمحات میں لاپرواہی برتی جاتی ہے تو بچوں کے اندر شر وفساد کا در آنا یقینی ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ بچے جب غلطی کرتے ہیں تو مائیں بچوں کو متنبہ کرنے کی بجائے شاباس کہتی ہیں نتیجۃً بچہ غلطی کو اچھا سمجھ کر سرانجام دینے لگتا ہے اور یہی عادت بچے کو جوانی کے بعد غلط راستے پر ڈال دیتی ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

''اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھ دے تو ثریا تک بھی دیوار چلی جائے ٹیڑھی ہی ہوگی''۔

لہذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی علمی وروحانی تربیت کو اپنا اولیں فریضہ سمجھیں:

☆ بچپن سے ہی بچوں کے اندر دینی روح پیدا کریں، انہیں شہادتین کی صحیح ادائیگی، اور اسکے معانی ومفاہیم سے آگاہ کریں۔

☆ بچہ ہو یا بچی دونوں کے لیے نماز کی تعلیم وتربیت کی ابتداء بچپن ہی سے کردیں، بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دیں، اور دس سال کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کی سرزنش کریں، اور ان کا بستر الگ کردیں۔ (احمد)

☆ بچوں کو گالی گلوچ، لعن طعن اور فضول وگھٹیا قسم کی باتوں سے خبردار کرتے رہیں اور قولی وعملی اعتبار سے انہیں سچائی کا عادی بنائیں۔

☆ بچی کو بچپن ہی سے اپنے جسم کو ڈھانپ کر رکھنے کی تلقین کریں تاکہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک وہ ساتر لباس پہننے کی عادی ہوچکی ہو۔

☆ اپنی اولاد کے احوال پر باریکی سے نظر رکھیں' ان کے دوست کون ہیں؟ ان کے گھر کے باہر کی مصروفیات کیا ہیں؟ ان کے اکثر اوقات کن کے ساتھ گذرتے ہیں؟ ان کی آمد ورفت کہاں کہاں ہوتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

☆ اپنے بچوں کے لیے نمونہ بنیں اور اپنے گفتار وکردار پر دھیان رکھیں ورنہ۔

اِذَا کَانَ رَبُّ الْبَیْتِ بِالطَّبْلِ ضَارِباً
فَلَا تَلُمِ الْاَوْلَادَ فِیْهِ عَلَی الرَّقْصِ

''جب گھر کا مالک طبلہ بجارہا ہو تو اس میں بچوں کے رقص کرنے پر انہیں ملامت مت کرو''۔

کیونکہ بچوں کی نظر میں اچھائی وہ ہوتی ہے جسے والدین انجام دیتے ہیں اور ہر وہ چیز اُن کی نگاہ میں گھٹیا ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے وہ احتراز کرتے ہیں۔ مجھے اس مناسبت سے ایک بچے کا وہ جواب یاد آرہا ہے جس نے دروازے پر دستک دینے والے کسی قریبی رشتہ دار کے لیے دروازہ کھولتے ہوئے کہا تھا: ''چچا جان! ابو جان نے کہا ہے کہ کہہ دو ابو گھر پر نہیں ہیں''......

دیکھا آپ نے! کتنی معصومیت کے ساتھ بچے نے اپنے باپ کے جھوٹ کو رشتے دار کے سامنے ہوبہو نقل کردیا اور باپ کی سبکی ہوئی۔

(جاری)

گنگا سے زمزم تک

ہدایت کی کرنیں

ترتیب: محمد خالد اعظمی (کویت)

ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی عالم اسلام میں علمی حلقوں کی نہایت معروف شخصیت ہیں، آپ ایک زمانہ قبل سعودی شہریت حاصل کرچکے ہیں، آپ کے علمی و دعوتی کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے، آپ کی درجنوں ضخیم کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، فن حدیث سے آپ کی گہری دلچسپی ہے، اس کی واضح مثال السنن الکبری للبیھقی کی ۹ جلدوں میں آپکی مقبول ترین شرح ہے، مدینہ یونیورسٹی میں آپ سے ہزاروں تشنگان علوم نبوت نے فیض حاصل کیا ہے، میں نے مدینہ یونیورسٹی میں بڑے بڑے پروفیسروں کو اثناء تدریس بحیثیت مرجع آپ کا حوالہ دیتے ہوئے سنا ہے، فی الحال رٹائرڈ ہوچکے ہیں، اور چند سالوں سے فقہی ترتیب کے مطابق صحیح احادیث کا محقق انسائیکلوپیڈیا تیار کررہے ہیں، جس کا نام ہوگا "الجامع الشامل الکامل فی الحدیث الصحیح"۔

لیکن قارئین کے لیے جو بات حیرت کن ہوسکتی ہے وہ ہے "ہدایت کی کرنیں" میں موصوف کا نام آنا، جی ہاں! اللہ تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اُس سے اپنے دین کی خدمت لیتا ہے، ورنہ کون جانتا تھا کہ ۱۹۴۳ء میں ہندوستان کی معروف ریاست یوپی کے مشہور قصبہ بلریا گنج میں "بانکے رام" کے نام سے ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہونے والا انسان آگے چل کر مشرف بہ اسلام ہوگا جسے دنیا ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی کے نام سے پہچانے گی، اور مشہور عالمی اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں پروفیسر کے باوقار منصب پر فائز ہوگا ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ قبول اسلام کے بعد موصوف نے ہندوستان کے معروف ادارہ جامعہ دارالسلام عمرآباد (مدراس) سے فراغت حاصل کی، پھر مدینہ یونیورسٹی میں چار سالہ کورس کیا، جامعہ ام القری مکہ مکرمہ سے ایم اے کیا، اور جامعہ ازہر مصر سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ زیر نظر مضمون برادر محترم محمد خالد اعظمی صاحب نے برصغیر کے مختلف رسائل و مجلات سے اخذ کرکے تیار کیا ہے جو ڈاکٹر موصوف سے لیے گئے انٹرویوز پر مشتمل ہے (ایڈیٹر)

"میں نے مڈل تک تعلیم اپنے قصبے کے اسکول میں حاصل کی، اس کے بعد شہر اعظم گڑھ میں شبلی کالج کے ہائی اسکول میں داخلہ لیا اور اسی دوران گاؤں کے بعض تحریک اسلامی کے افراد نے مولانا مودودی علیہ الرحمۃ کی کتاب "دین حق" کا ہندی ترجمہ دیا جس کو پڑھ کر میری دنیا ہی بدل گئی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد جب میں کالج گیا تو تفریح کے پیریڈ میں مولانا مودودی رحمہ اللہ کی ہندی میں ترجمہ شدہ کتابوں کا مطالعہ کرتا اور دوسرے ہندو طلبہ کو کنارے بیٹھا کر مولانا مودودی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب "رسالہ دینیات" پڑھ کر سناتا۔ اسی طرح خواجہ حسن نظامی کا ہندی ترجمہ قرآن کا مطالعہ بھی کیا جس سے مزید دل کے اندھیرے دور ہوئے اور ایک ایسا وقت آیا کہ سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۴۱ کا درس سن کر اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ یہ سن ۱۹۵۳ عیسوی کے آس پاس کی بات ہوگی"۔

"حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میں بھیانک اندھیروں سے نکل کر روشنی میں اور اتھاہ گہرائیوں سے اٹھ کر بلندیوں پر پہونچ گیا ہوں۔ مجھے اپنے مقصد زندگی کا پہلی بار صحیح شعور حاصل ہوا۔ میں نے یہ بات بھی بڑی شدت سے محسوس کی کہ اسلام اور موجودہ مسلم معاشرے میں بہت بڑا فرق ہے اور غالبًا یہی بات غیر مسلموں کے قبول اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر ہم دعوت دین کا دائرہ غیر مسلموں تک وسیع کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس فرق کو ختم کرنا ہوگا، ورنہ غیر مسلموں میں توسیع دعوت کا کام ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے"۔

"مسلم قائدین کو میرا مشورہ ہے کہ بھارت میں ہندی زبان کے سرکاری اور تعلیمی زبان قرار دیے جانے کے بعد مسلمانوں کے لیے ناگزیر ہوگیا ہے کہ وہ ہندی زبان میں زیادہ سے زیادہ لٹریچر تیار کرنے کا اہتمام کریں، ورنہ اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسلیں بھی بتدریج اسلام سے بےگانہ ہوتی چلی جائیں گی"۔

"ہندوؤں میں اسلام سے دوری کا سب سے بڑا سبب مسلمانوں سے ان کی نفرت اور دوری ہے، جس کے باعث کچھ تو ان کا اپنا تعصب اور کسی حد تک خود مسلمانوں کا طرز عمل بھی۔ مسلمانوں سے اپنی شدید نفرت کی وجہ سے وہ اسلام کے زندگی بخش نظام کو قریب سے دیکھ ہی نہیں سکتے اور ہمیں یہ بات بھی تسلیم کرنا ہوگی کہ خود مسلمان بھی انہیں پوری طرح متاثر نہ کرسکے۔ وہ نہ تو انہیں اسلام کی دعوت صحیح طور پر پیش کرسکے اور نہ اپنے طرز عمل سے اس بات کی شہادت دے سکے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو ذلت کی کن پستیوں سے اُٹھا کر عظمت کی کن بلندیوں پر فائز کرسکتا ہے"۔

"ایک مدت کے بعد جب میں (جامعہ دارالسلام) عمرآباد سے اپنے وطن واپس ہوا تو وہاں میں نے اپنے ان ہی محسن کے پاس قیام کیا، جنھوں نے مجھے سب سے پہلے مولانا سید مودودیؒ کی ایک چھوٹی سی کتاب "دین حق" کے ذریعے اسلام سے روشناس کرایا تھا۔ لوگوں کو میری آمد کی خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق مجھ سے ملنے کے لیے ٹوٹ پڑے، جن میں بعض ہندو بھی تھے۔ اِس کی وجہ مجھے بعد میں معلوم ہوئی، وہ یہ کہ انہوں نے جب دیکھا کہ اس قدر مصائب وشدائد کے باوجود میں نے اسلام پر استقامت دکھائی ہے اور مجھے کوئی لالچ اور خوف راہِ حق سے منحرف نہ کرسکی تو اُن کی نفرت عقیدت میں بدل گئی۔ اُسی دوران عیدالفطر آگئی۔ مسلمانوں نے اعلان کردیا کہ عید کی نماز میں ہی پڑھاؤں گا اور خطبہ بھی میں ہی دونگا۔ اِس اعلان کے نتیجے میں نہ صرف قرب وجوار کے ہزاروں مسلمان بڑے بڑے جلوسوں کی شکل میں عیدگاہ میں جمع ہونے لگے، بلکہ عیدگاہ کے چاروں طرف ہزاروں ہندو بھی میری تقریر سننے کے لیے پہنچ گئے۔ وہ اس بات پر حیران تھے کہ مسلمانوں نے ایک ایسے شخص کو جو ابھی چند سال پہلے ہندو تھا، اپنی مذہبی پیشوائی اور امامت کے منصب پر کس طرح فائز کرلیا۔ وہ اسلام کے اس پہلو اور پھر میری تقریر سے حد درجہ متاثر ہوئے"۔

"ملت اسلامیہ کے نام میرا پیغام یہ ہے کہ خیر اُمت کی حیثیت سے وہ دنیا میں نوع انسانی کی قیادت کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اس کا کام دوسری قوموں کے پیچھے چلنا نہیں، ان کی رہنمائی کرنا ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے، جب وہ اللہ سے پھرے ہوئے انسانوں کے خود ساختہ نظریات اور افکار کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اسلامی نظام حیات کو عملی طور پر اپنائے، اپنے قول وعمل سے اللہ سے پھرے ہوئے انسانوں کو اسلام کی زندگی بخش نظام کی طرف دعوت دے اور انہیں تباہی اور بربادی سے ہم کنار ہونے سے بچائے۔ اس نے ایسا نہ کیا تو وہ خود بھی تباہ ہوگی اور باقی نوع انسانی کی تباہی کا وبال بھی اسی کے سر ہوگا"۔

معزز قارئین! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں کا ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق مختصر سے مختصر اسلامی کتاب یا وہ کتابیں جو ipc نے غیر مسلموں کے لیے شائع کی ہے، انھیں مستحقین کو دے، ہوسکتا ہے کوئی بانکے رام مشرف بہ اسلام ہوکر ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی جیسی شخصیت بن جائے، اپنی قوم کو اسلام کا پیغام پہنچائے اور ہمارے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔

سگریٹ نوشی کے نقصانات

محمد شاہنواز محمدی (کویت)

نوجوانوں اور نئی نسل کے اندر سگریٹ نوشی کی عادت بہت تیزی سے عام ہوتی جارہی ہے اور طرفہ تماشہ یہ کہ آج اسے ترقی پسندی کی علامت سمجھا جارہا ہے۔ حالانکہ اس میں سرتاسر نقصان ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ سگریٹ نوشی جسم وصحت کے لیے مضرت رساں ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں بے شمار اخلاقی خرابیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ تو آیئے اس کے چند نقصانات پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں

(۱) سگریٹ نوشی نشہ آور اور فتور پیدا کرنے والی ہے

اس کا اندازہ اس شخص کو ہوسکتا ہے جو پہلی مرتبہ سگریٹ نوشی کر رہا ہو اگر ایسا شخص مسلسل کئی ایک سگریٹ نوش کرے تو وہ یقیناً زمین پر غش کھا کر گر جائے گا۔

اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ہر نشہ آور اور فتور پیدا کرنے والی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

(۲) سگریٹ کا دھواں بے انتہا نقصاندہ ہوتاہے :

اس کی بدبودار دھواں سے قرب وجوار کے افراد، بیوی، اولاد اور دوست واحباب کو ذہنی وجسمانی ضرر لاحق ہوتا ہے۔ اور پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دیا تو اس نے مجھے تکلیف دیا اور جس نے مجھے تکلیف پہنچایا اس نے اللہ تعالی کو تکلیف پہنچایا'' (الطبرانی) نیز فرمایا ''نہ ضرر دو نہ ضرر اٹھاؤ''۔ (ابن ماجہ) مطلب بالکل واضح ہے کہ اسلام نے اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دی کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو کسی طریقے سے تکلیف یا گزند پہنچائے۔

(۳) سگریٹ نوشی اسراف اور ضیاع اموال ہے :

اللہ تعالی نے اسراف سے منع فرمایا ہے اور فضول خرچوں کو اخوان الشیاطین کا لقب دیا ہے ''اور فضول خرچی مت کرو، بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں'' (الاسراء ۲۷) اسی طرح سگریٹ نوشی میں مال کا ضیاع بھی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''بیشک اللہ تعالی نے تمہارے لیے تین چیزوں فضول بحث و تکرار، ضیاع اموال، اور کثرت سوالات کو ناپسند کیا ہے'' (بخاری مسلم)

عقل مند وہ ہے جو اپنا مال ایسے کاموں میں صرف کرتا ہے جو دین ودنیا دونوں کے لیے نفع بخش ہو۔

(٤) سگریٹ نوشی صحت انسانی کے لیے بے انتہا نقصاندہ ہے اور بے شمار بُرائیوں کا سرچشمہ ہے .

صحت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے اگر ایک مرتبہ بگڑ جاتی ہے تو اسے بحال کرنے میں سالوں لگ جاتے ہیں لہذا اس کی قدر ہونی چاہیے۔

بریطانیہ کا ایک میگزین lancet لکھتا ہے ''سگریٹ نوشی ایک ایسی بیماری اور آفت ہے جس میں خاندان کے اکثر افراد مبتلا ہیں حالانکہ یہ انسانی شرافت کو داغدار کرتی ہے اور اس کے باعث کروروں لوگ موت اور حوادث کے شکار ہورہے ہیں''۔

سگریٹ نوشی کے سبب انسان بے شمار مہلک بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے۔ اور دھیرے دھیرے موت کے دروازے پر دستک دینے لگتا ہے جو کہ خودکشی کے مترادف ہے اور اللہ تعالی نے خودکشی سے منع کیا ہے ''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو'' (النساء ۲۹)

اطباء کا کہنا ہے کہ سگریٹ نوشی جسم کے مختلف اعضاء کے کینسر کا بنیادی محرک ہے۔ اس کے چند طبی نقصانات پیش خدمت ہیں:

☆ پھیپھڑے کا کینسر ☆ نرخرہ کا کینسر ☆ ہونٹ کا کینسر ☆ زبان کا کینسر ☆ ہائی بلڈ پریشر ☆ خون میں کولسٹرول کی زیادتی ☆ مسوڑھوں کا ورم ☆ آنت کا زخم ☆ جنسی قوت کی کمزوری ☆ بدن میں دائمی درد ☆ شریان میں سکڑپن ☆ آکسیجن کی نقل وحرکت میں رکاوٹ ☆ دائمی زکام وکھانسی ☆ سانس پھولنا ☆ سانس کی نلی میں جلن ☆ اسی طرح سگریٹ نوشی حواس خمسہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور بحالت حمل سگریٹ نوشی سے جنین کمزور ہوجاتا ہے بلکہ بسا اوقات حمل بھی ساقط ہوجاتا ہے۔

اب آپ تصور کیجئے کہ ایک آدمی سگریٹ نوشی کر کے مختلف بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے اور پھر ان بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے پانی کے جیسے پیسے بہاتا ہے گویا وہ پیسے دے کر بیماری خرید رہا ہے۔ ظاہر ہے عقل سلیم کا مالک انسان ایسا نہیں کرسکتا۔

انہیں اسباب کی بنیاد پر بے شمار علمائے کرام نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا ہے' اس سلسلے میں سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم علامہ عبدالعزیز بن بازؒ فرماتے ہیں:

''سگریٹ نوشی حرام ہے' اس لیے کہ یہ بہت بُری چیز ہونے کے ساتھ اس میں بہت سارے نقصانات ہیں' اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لیے کھانے پینے کی چیزوں میں پاک اور بے ضرر چیزوں کو پسند کیا ہے اور بُری چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے...... سورہ اعراف میں اللہ تعالی نے اپنے نبی کی توصیف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے...... ''وہ (محمد ﷺ) ان کے لیے طیبات (پاک چیزوں) کو حلال اور خبائث (ناپاک چیزوں) کو حرام کرتا ہے'' (الاعراف ۱۵۷)

اور سگریٹ نوشی کسی بھی طرح طیبات میں سے نہیں ہے بلکہ خبائث میں سے ہے، اس طرح ہر نشہ آور چیز خبیث ہے۔ مئے نوشی کی طرح سگریٹ نوشی' اس کی خرید وفروخت اور تجارت سب کچھ ناجائز ہے' جو شخص سگریٹ پیتا ہے یا اُس کی تجارت کرتا ہے اُسے فوراً توبہ کرکے اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اپنے کیے پر پشیمان ہو اور آئندہ اس میں ملوث نہ ہونے کا عزم مصمم کرے''

(فتاوی علامہ عبدالعزیز بن باز۔ دارالداعی، الریاض)

کیونکہ پوچھنا (مرض) نادانی کی شفا ہے۔ بیشک اس (مرنے والے) کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ تیمم کرتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھتا پھر اس (پٹی) پر مسح کرتا اور اپنا باقی بدن دھوڈالتا۔" (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہوجائے اور غسل کرنا (خاص کر سردیوں میں) اس کے لیے موجب مرض یا باعث زیادتی مرض دکھائی دے تو اُسے تیمم کرکے نماز پڑھ لینی چاہئے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ زخموں اور پھوڑوں وغیرہ کی پٹی پر مسح کرلینا درست ہے۔ اور جنبی مرد و عورتیں بھی بوقت ضرورت تیمم کرکے نماز وغیرہ پڑھ سکتی ہیں اس لیے کہ تیمم عذر کی صورت میں وضو اور غسل دونوں کے قائم مقام ہے۔ ایک تیمم سے وضو کی طرح کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ تیمم کرنے والا پورا پورا متوضی کے حکم میں ہوتا ہے۔

موزوں پر مسح

سردیوں میں بار بار وضو کرکے پیر دھونا اکثر لوگوں کی طبیعت پر ایک بوجھ ہوتا ہے، بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کے پیر کی انگلیوں میں بار بار پانی لگنے کی وجہ سے سڑن یا بدبو پیدا ہوجاتی ہے۔ اسلام چونکہ انسانوں کے لیے رحمت کا مذہب ہے، اور اس نے انسانیت کو دکھ، تنگی اور مصیبت کی دنیا سے نکال کر آسانی کی راہ دکھلائی ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے امت کو موزوں، جرابوں وغیرہ پر مسح کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، اور خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزوں پر مسح کیا جیسا کہ سیدنا بلال ؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ چمڑے کے موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔"

(معجم طبرانی)

مدت مسح کتنی ہے؟ اس کے متعلق حضرت شریح بن ہانی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب ؓ سے موزوں پر مسح کرنے (کی مدت) کے متعلق پوچھا تو حضرت علی ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسح کی مدت) مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی۔" (مسلم)

مقیم آدمی کیلئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات تک ہے یعنی ایک دن اور ایک رات وضو میں بغیر پاؤں دھوئے مسح سے ہی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک اپنی نمازوں کے وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے مسح کرسکتا ہے۔ مدت مسح کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب وضو ٹوٹے۔ مثلاً ایک شخص نے ظہر کے وقت وضو کیا اور وضو میں پاؤں دھوکر موزے یا جرابیں پہن لیں اور اس کا وضو شام کو ٹوٹ گیا۔ تو اب شام سے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات شمار کی جائے گی۔

مسح کا طریقہ: ہاتھ کی پانچوں انگلیاں تر کرکے پہلے داہنے اور پھر بائیں پاؤں کے پنجوں سے شروع کرکے ٹخنوں کے اوپر تک کھینچ لی جائیں۔

نقض مسح: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے، اس کے لیے پھر سے نیا وضو کرکے موزوں پر مسح کرنا چاہیے۔

مدت مسح کا خاتمہ: صفوان بن عسال ؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک (پاؤں سے) نہ نکالیں۔ سوائے جنابت کے۔ لیکن پاخانہ یا پیشاب یا سونے سے (موزے اتارنے کا حکم نہ دیتے)۔ (ترمذی نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی ہونا مسح کی مدت کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے غسل جنابت کیلیے موزے اتارنے چاہیے اور جنابت کے برعکس بول و براز اور نیند کے بعد موزے نہیں اتارنے چاہیے بلکہ مدت معین تک مسح کرسکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے وضو کرنے کے بعد موزے پہنے اور ایک دو نمازوں کے بعد اسے تھوڑی دیر کیلیے ہی سہی نکال دیا، اس سے بھی مدت مسح ختم ہوجاتی ہے، موزے چاہے چمڑے کے ہوں، یا اونی، روئی کے ہوں یا اور کسی کپڑے کی قسم کے، ان تمام پر مسح جائز ہے۔

جمع بین الصلاتین

حالت سفر میں نمازوں کو اکٹھی کرنے کے متعلق کسی کا اختلاف نہیں ہے، ہمارے پیارے رسول ﷺ نے امت کی آسانی کے لیے حضر میں بھی ضرورت کے وقت جمع بین الصلوتین کی اجازت دے دی ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: "کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑھا' حالانکہ وہاں نہ (دشمن کا) خوف تھا، اور نہ سفر کی حالت تھی"۔ ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ سعید نے جواب دیا، جس طرح تم نے مجھ سے دریافت کیا ہے، اسی طرح میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا تھا۔ اور ابن عباس ؓ نے جواب دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو دشواری میں نہیں رکھنا چاہتے تھے۔" (مسلم)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے ایک اور روایت یوں مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے (امن کی حالت میں دشمن کے) خوف کے بغیر اور (اقامت کی حالت میں) سفر کے بغیر ظہر وعصر کو اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا۔" (مسلم)

سردیوں کا موسم اس وقت قیامت ڈھاتا ہے جب بارش کے ساتھ سخت ہوائیں بھی چلنی شروع ہوجائیں، ایسے میں جب انسان اپنے اپنے گھروں میں دبک جاتے ہیں اور گھر سے قدم باہر نکالنا دشوار لگتا ہے تو یہاں کویت میں جمع بین الصلاتین کا عام رواج ہے، ایسے میں مساجد میں جب ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی جاتی ہے تو برصغیر سے تعلق رکھنے والے اکثر مسلمان بھائی اسے اچھا نہیں سمجھتے، بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ اماموں کو کوستے ہوئے ایک ہی نماز پڑھ کر باہر نکل جاتے ہیں، ایسے بھائیوں سے عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بغیر عذر کے بھی نمازوں کو جمع فرمایا ہے، تو جب بارش، سردی، تیز وتند ہوا وغیرہ کا سبب ہو تو پھر دو وقت کی نماز کو اکٹھا کرنا بدرجہ اولی جائز ہے۔

گھر میں نماز

رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب موسم سخت سرد ہوجاتا، یا بارش ہوجاتی، یا تیز وتند ہواؤں کے جھکڑ چلتے تو آپ اپنے مؤذن سیدنا بلال ؓ کو حکم دیتے کہ وہ اپنی اذان میں بجائے حیّ علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کے یہ الفاظ کہیں الا صلّوا فی الرحال "لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو" جیسا کہ سیدنا نافع کی روایت ہے: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے مقام "ضجنان" میں سرد ترین رات میں اذان دیتے ہوئے فرمایا: الا صلّوا فی الرحال "لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔ پھر ہمیں بتلایا کہ رسول اکرم ﷺ بھی سرد ترین اور بارش کی راتوں میں اپنے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اذان کے بعد یہ الفاظ کہے: الا صلّوا فی الرحال "یعنی لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔

(بخاری)

یہ سردیوں کے چند احکام ومسائل تھے جو اس موسم کی آمد پر قارئین کی نذر کیے گئے۔ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ اس موسم کی سعادتوں اور برکتوں سے تمام مسلمانوں کو مالا مال کرے اور اسکے نقصان سے تمام کو محفوظ فرمائے۔ (آمین)

موسم سرما اور اس کے احکام ومسائل

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

موسم رب کی قدرت کے مظاہر

رب العالمین کے قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں، کوئی اگر نگاہ بصیرت سے دیکھے تو اُسے ہر چیز میں اس کی قدرت کی جھلک نظر آئے گی، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک موسموں کی تبدیلی ہے، کبھی گرمی کا موسم ہے، تو کبھی ٹھنڈی کا، کبھی بارش کا تو کبھی تیز وتند ہواؤں کا اور کبھی موسم بہار ہے۔ ابھی دو ماہ پہلے ہم گرمیوں سے پریشان تھے اور اب سردیوں نے بارہ بجار کھے ہیں، یہ سب اس کی قدرت کے مظاہر ہیں، جن میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بے شمار نشانیاں ہیں۔ فرمان الٰہی ہے "بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور لیل ونہار کی گردش میں (اُن) عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، جو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں، (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! تو نے انہیں بیکار پیدا نہیں کیا ہے، تو ہر عیب سے پاک ہے، پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا" (آل عمران: ۱۹۰۔۱۹۱)

موسموں کے فوائد ونقصانات

ہر موسم کے بے شمار فوائد ہیں اور بے احتیاطی سے کئی نقصان بھی پیش آتے ہیں۔ اسی طرح سردی کا موسم بھی ہے، جب سردی کا موسم آتا تو سیدنا عمر بن خطاب ﷛ لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے:

"لوگو! سردی کا موسم آچکا ہے اور وہ تمہارا دشمن ہے، تم اس کے لئے تیاری کرو، اور اس کی تیاری یہ ہے کہ تم اونی کپڑے، جرابیں اور موزے تیار رکھو، اور اونی کپڑوں کو اپنا لباس بنالو، اس لیے کہ سردی ایک ایسی دشمن ہے جو بہت جلد داخل تو ہوجاتی ہے لیکن دیر سے باہر نکلتی ہے"۔

بندۂ مومن ہر موسم کو اپنی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس کی نظر موسم کی خوبیوں پر رہتی ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود﷛ کے متعلق آتا ہے کہ جب سردیاں آتیں تو خوش ہوجاتے اور فرماتے: "موسم سرما کو خوش آمدید ہو، اس میں برکت نازل ہوتی ہے، اس میں نماز تہجد کے لئے رات لمبی ہوجاتی ہے اور روزہ رکھنے کے لئے دن چھوٹے ہوجاتے ہیں"۔ (لطائف المعارف)

واقعی سردی کا موسم رات میں عبادت کرنے والوں اور روزہ رکھنے والوں کے لیے ایک تحفہ ہے، اسی لیے سیدنا عمر بن خطاب ﷛ فرمایا کرتے: فصل الشتاء غنیمة العابدین۔ "سردیوں کا موسم عبادت گذاروں کے لیے تحفہ ہے"۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: الصوم فی الشتاء الغنیمة الباردة "سردیوں میں روزہ رکھنا ٹھنڈا مال غنیمت حاصل کرنا ہے"۔ (ترمذی: حدیث مرسل)

یحییٰ بن کثیرؒ فرمایا کرتے تھے: "سردیوں میں رات لمبی ہوتی ہے، اسے سو کر چھوٹی نہ کرو، اور اسلام پاک ہے، اُسے اپنے گناہوں سے گندہ مت کرو"۔

ٹھنڈی کیسے آتی ہے

موسموں کی تبدیلی کے متعلق سائنسی معلومات اپنی جگہ پر، لیکن رسول اکرم ﷺ نے گرمی اور سردی کی آمد کے متعلق جو فرمایا وہ یہ ہے کہ: "دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا: اے میرے رب! میرا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھا رہا ہے، اس لیے تو مجھے دو سانس کی اجازت عطا فرما، ایک سانس موسم سرما میں لینے کی اور ایک سانس موسم گرما میں چھوڑنے کی۔ (موسم گرما میں) تم جو سخت گرمی پاتے ہو (اس کے سانس چھوڑنے کی وجہ سے ہے) اور موسم سرما میں جو سخت ٹھنڈی پاتے ہو اس (سانس لینے) کے اثر سے ہے"۔ (بخاری ومسلم)

تیمم اور اس کے احکام

پانی نہ ملنے کی حالت میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کر کے اپنے ہاتھوں اور منہ پر ملنا تیمم کہلاتا ہے۔ پانی نہ ملنے کی کئی صورتیں ہیں۔ مسافر کو سفر میں ہوسکتا ہے کہ پانی نہ ملے۔ یا پانی کے مقام پر پہنچنے تک نماز کے فوت ہوجانے کا ڈر ہو۔ یا وضو اور غسل کرنے سے مریض کو مرض کی زیادتی کا خوف ہو، یا پانی اس قدر سرد ہو کہ اُس سے وضو یا غسل کرنا بیماری کو دعوت دینا ہو، یا پانی حاصل کرنے میں جان کا ڈر ہو، تو ایسی صورتوں میں ہم تیمم کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری ہے: "اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو، پس اپنے چہروں اور اپنے دونوں ہاتھوں پر اس سے مسح کرلو"۔ (مائدہ: ۶)

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی پاک مٹی یا اس کے مشتقات جیسے ریتی، یا کنکریوں وغیرہ پر بسم اللہ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ مارے، پھر ان کو جھاڑے تاکہ مٹی گر جائے، پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھ کے پہنچوں پر پونچھ لے۔

تیمم وضو اور غسل دونوں کے لیے جائز ہے، اور تیمم کا حکم اس وقت ساقط ہوجائے گا جب آدمی پانی پالے، یا اس کے استعمال پر قادر ہوجائے، صرف سفر میں ہی نہیں بلکہ حضر میں بھی اگر انسان کو سر یا بدن کے اور کسی حصے میں چوٹ لگ جائے اور پٹی بندھی ہوئی ہو، وضو یا غسل سے زخم ہرا ہوجانے کا امکان ہے تو سارے جسم کو دھولے، یا اعضاء وضو کو دھولے، اور جس عضو پر پٹی بندھی ہوئی ہے اس پر تر ہاتھ سے مسح کرلے تو یہ اس کے وضو یا غسل کے لیے کافی ہوگا۔

سیدنا جابر﷛ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم سفر میں نکلے۔ تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اور اس کے سر پر زخم کر ڈالا۔ پھر اس کو احتلام ہوگیا۔ (جس سے اس کو نہانے کی حاجت ہوئی) اس نے اپنے رفقاء سے دریافت کیا کہ آپ لوگ میرے لیے شریعت میں تیمم کی رخصت پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ ہم تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے۔ (کیونکہ) تو پانی پر قادر ہے۔ (یعنی پانی موجود ہے پھر تیمم کیسا؟) پھر وہ (زخمی) نہایا اور مرگیا۔ پھر جب ہم لوٹ کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا "اس کو ان لوگوں نے مار ڈالا ان کو اللہ مارے جب یہ لوگ خود (مسئلہ) نہیں جانتے تھے تو کیوں نہیں پوچھ لیا؟

حاصل ہورہا ہے۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ مجھے پہلی مرتبہ پتہ چلا کہ لوگ خوشی سے بھی روتے ہیں۔

☆ یہی وہ محبت تھی کہ جس نے ابوبکرؓ کو زہریلے کیڑے کی تکلیف کو برداشت کرنے پر آمادہ کیا۔ جب کہ حبیب ﷺ غارثور میں ان کی آغوش میں سر رکھ کر سورہے تھے۔ اس ڈر سے ہلے تک نہیں کہ آپ ﷺ جاگ نہ جائیں، لیکن ان کے آنسو آپ ﷺ کے چہرے پر ٹپک گئے تو آپ کی آنکھ کھل گئی۔

☆ یہی وہ محبت تھی جس کی وجہ سے ابوبکرؓ نے ہجرت کے اس عظیم سفر کے لیے اپنے گھر کا سارا مال لے گئے اور آپ ﷺ کو اپنے اور اپنے گھروں والوں پر ترجیح دی۔

☆ یہی وہ محبت تھی جس نے انصار کو ہر دن سخت گرمی میں ان کے گھروں سے نکالتی رہی تا کہ اس شدت کی گرمی میں آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کریں۔

☆ جو لوگ حبیب ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور آپ کی سنتوں کو ترک کرتے ہیں پھر بھی آپ کی محبت کے دعویدار ہیں! انہیں غور کرنا چاہیے کہ ان کی یہ محبت کیسی محبت ہے؟!! صحابہ کرام اور اِن لوگوں کی محبت کے مابین کیا مناسبت ہے؟!۔

۶۔ ہجرت قربانی اور فدا کاری کا درس دیتی ہے: نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے قربانی اور فدا کاری کی ایک روشن تاریخ چھوڑی ہے۔ اپنی جانوں اور مالوں کو اس دین کی مدد کے لیے کھپا دیا۔ اللہ کی خاطر ہجرت کر گئے۔ اپنی جان کا ڈر یا اہل وعیال کی جدائی یا مال کی کمی کا شکوہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کا گھر بار اور مال ودولت کی محبت انہیں ہجرت کے راستے میں آڑے آئی۔ اللہ اور رسول کے حکم کے مقابلے میں ان کے نزدیک دنیا کی ادنیٰ سی بھی قدروقیمت نہ رہی:

☆ علی رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کے بستر پر آپ کی حضرمی چادر اوڑھ کر سورہے تھے تو وہ جانتے تھے کہ وہ دشمنوں کی تلواروں کے سایہ میں ہیں۔

☆ خاندانِ ابی بکرؓ میں عبداللہؓ، اسماءؓ، عائشہؓ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہؓ نے پوری رازداری کے ساتھ اندھیری راتوں میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کے لیے مختلف خدمات پیش کیں، وہ جانتے تھے کہ مشرکین کو اگر علم ہوجائے تو انہیں اپنی جان کا خطرہ بھی مول لینا ہے۔

یہ تھے نوجوان صحابہ اور ان کی جانثاریاں! آج کے ہمارے نوجوانوں کا حال کیا ہے؟! ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو نرم وگرم بستروں میں سو کر نماز فجر کو باجماعت ادا کرنے کے لیے چند منٹ کی قربانی دینے سے بھی عاجز ہیں۔

☆ ہجرت دو قسم کی ہے ایک ہجرت تو یہ ہے کہ مسلمان گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کی طرف منتقل ہوجائے، شہوات اور شبہات سے صبر اور یقین کی طرف اور دنیا کی محبت سے آخرت کی محبت کی طرف ہجرت کرجائے۔ اور دوسری ہجرت یہ ہے کہ اللہ کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوجائے۔ جب مسلمان پہلی ہجرت میں کامیاب ہوجاتا ہے تو دوسری ہجرت اس کے لیے بہت آسان ہے۔

۷۔ ہجرت اس امت کا امتیاز اور اس کی عزت ورفعت کا مظہر ہے: بلاشبہ ہجرت؛ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم ترین واقعہ ہے، یہ اسلام کی ترقی اور غلبۂ حق کا نقطۂ آغاز ہے، جس کے بعد مسلمانوں نے کمزوری، ذلت اور مظلومیت سے نکل کر باعزت، آزاد اور پر امن اسلامی معاشرہ تشکیل کی، ایک مستقل اور طاقتور اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔

سن ہجری (کیلنڈر) کا آغاز کب اور کیسے؟

محرم اسلامی سن ہجری کا سب سے پہلا مہینہ ہے یہاں سے نیا ہجری سال شروع ہوتا ہے اور اب ہجرت کا چودہ سو تیسواں (۱۴۳۰) سال شروع ہو چکا ہے۔

☆ سن ہجری کا آغاز دراصل عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہوا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں سالانہ تاریخ کا معمول نہیں تھا، عمر بن خطابؓ کی خلافت کا تیسرا یا چوتھا سال تھا (یعنی ہجرت کے سولہویں یا سترہویں سال) ابوموسیٰ اشعریؓ نے عمر بن خطابؓ کو لکھا کہ ہمارے پاس آپ کے خطوط آتے ہیں لیکن ان میں تاریخ نہیں ہوتی؟ اور ایک بار عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خط آیا جس میں ماہ شعبان میں قرض کی ادائیگی کا ذکر تھا، پوچھا یہ کونسا شعبان ہے، موجودہ؟ یا گزشتہ؟ یا آئندہ آنے والا؟

اس کے بعد عمر فاروقؓ نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں کی ایک ایسی اسلامی تقویم (کیلنڈر) ہونی چاہیے جو دیگر کافر قوموں سے مختلف اور نمایاں ہو۔ لہٰذا صحابہ سے مشورہ کیا کہ کس واقعہ سے اسلامی سن کا آغاز کیا جائے؟۔

بعض نے ایران یا روم کی سالانہ تاریخ (کیلنڈر) کو اپنانے کا مشورہ دیا لیکن اس کو ناپسند کیا گیا۔ بعض نبی کریم ﷺ کی ولادت کو اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ کسی نے آپ کی بعثت کو اور کسی نے آپ کی ہجرت کو اپنانے کا مشورہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہجرت چونکہ اسلام اور کفر کے مابین ایک فیصلہ کن واقعہ ہے لہذا اسی کو اختیار کیا جائے۔ چنانچہ سب نے اس پر اتفاق کرلیا اور واقعۂ ہجرت کو اسلامی تاریخ کا نقطۂ آغاز قرار دیا۔

یہ ایک الہام الٰہی تھا کہ صحابہ کرام نے اسلامی تاریخ کے آغاز کے لیے واقعہ ہجرت کو اختیار کیا جو بہت ہی مناسب اختیار تھا اس لیے کہ آپ کی ولادت کا تعلق دعوت ورسالت سے زیادہ آپ کی ذات سے ہے جبکہ بعثت کا ابتدائی زمانہ اسلام کی کمزوری اور ظلم وستم سے جڑا ہے اور آپ کی وفات غم اور مایوسی کا باعث ہے۔ جبکہ واقعہ ہجرت عزت وسربلندی اور امن اور آزادی کی علامت ہے۔

پھر مشورہ ہوا کہ کس ماہ سے سال کا آغاز کیا جائے؟ بعض نے ربیع الاول کا مشورہ دیا کیونکہ اس ماہ میں رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ پہنچے تھے۔ اور بعض نے رمضان کا مشورہ دیا کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم نے باتفاق رائے محرم کو سال کا پہلا ماہ قرار دینے کا مشورہ دیا کیونکہ یہ ایک حرمت والا مہینہ ہے اور ذوالحجہ کے فوری بعد بھی ہے۔ جس میں حاجی لوگ اپنے اعمال حج کو مکمل کرکے ارکان اسلام کی تکمیل کرلیتے ہیں۔ جو اسلام کے ارکان خمسہ میں سب سے آخری فرض ہے، نیز ذی الحجہ میں ہجرت مدینہ کے مقدمات طے پائے یعنی انصار نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور مدینہ آنے کی دعوت دی۔ اور اس کے فوری بعد ماہ محرم میں باقاعدہ طور پر ہجرت کا عزم شروع ہوگیا؛ اس لیے محرم کا مہینہ اسلامی مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ قرار پایا۔

امت مسلمہ صدیوں سے برابر اس اسلامی سن ہجری کو اپناتی رہی یہاں تک کہ ۱۹۲۴ء میں مصطفی کمال اتاترک نے جہاں خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کا اعلان کیا وہیں اسلامی سن ہجری پر عمل کو بھی منسوخ کردیا۔ اور اس کے بجائے نصرانیوں کی عیسوی تاریخ پر عمل لازم کردیا۔ جو دراصل ایک مختلف فیہ اور غلطیوں سے بھرا ہوا کیلنڈر ہے۔ اسلام کی اہم ترین عبادات اسلامی سن ہجری سے جڑے ہوئے ہیں لیکن آج مسلم ممالک اس اسلامی ہجری تاریخ کو بھلا چکے ہیں اب رمضان اور حج بھی بڑی مشکل سے پہچانے جارہے ہیں۔ صرف سعودی عرب ہی ایک ایسا ملک ہے جس نے اپنے تمام حکومتی معاملات میں ہجری تاریخ کو استعمال کرتا ہے۔

ہجرت مدینہ: فوائد اور عبرتیں

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

قریش نے جب مسلمانوں کو اللہ کی سچی عبادت سے روک دیا اور مکہ کی سرزمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی تو اللہ تعالی نے اپنے نبی اور صحابہ کرام کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

بلاشبہ ہجرت؛ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم ترین واقعہ ہے جو اپنے اندر گوناگوں اور ہمہ جہتی فوائد اور عبرتیں سموئے ہوئے ہے، ان میں سے صرف چند عام فہم کا تذکرہ مندرجہ ذیل سطور میں کیا جارہا ہے۔

۱۔ صبر اور یقین ؛ نصرت اور غلبہ کا راستہ ہے: نبی ﷺ اور آپکے صحابہ مکہ میں ظلم وستم سہتے سہتے تیرہ سال کی طویل مدت گزار دیے تھے، اللہ نے چاہا کہ ان اہل صبر و یقین پر نصرت وغلبہ کا دروازہ کھول دے چنانچہ انصار کو ایمان کی دولت سے نواز کر مدینہ منورہ کی آغوش میں ان مظلوم صحابہ کو امن وامان عطا فرمایا'' یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد اس دنیوی زندگی میں بھی کریں گے، اور اس (قیامت کے) دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے'' (غافر:۵۱)

۲۔ اللہ پر توکل اور یقین تمام ناگفتہ بہ حالات میں نجات کا باعث ہے: ''اور جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کے لیے کافی ہے'' (الطلاق:۳) مشکلیں اور مصیبتیں چاہے کتنی ہی شدت اختیار کرلیں مومن کو اللہ پر توکل کرنا چاہیے اور اس کی مدد سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

یقیناً واقعہ ہجرت ایسے خطرات سے پُر ہے جن سے لوگوں کے حواس اڑ جاتے ہیں، ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ کا گھر تلواروں کے سایے میں تھا، آپ کے اور دشمنوں کی ننگی تلواروں کے مابین صرف ایک دروازہ آڑ تھا۔ دشمن آپ کے سر کی تلاش میں غار ثور کے دہانے پر پہنچ چکے تھے۔ سراقہ بن مالک ہتھیار سے لیس ہوکر آپ ﷺ سے اتنا قریب ہوئے کہ آپ کی تلاوت کی آواز سننے لگے۔ ان پُرخطر حالات میں بھی رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی پر کامل بھروسہ اور اس کی مدد کا مکمل یقین تھا۔ جب ابوبکر پریشان ہوگئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ﴿ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ﴾ ''غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ ''ابوبکر! ایسے دو آمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال

ہے جن کا تیسرا اللہ ہے'' (بخاری) چنانچہ اللہ نے ان تمام مشکلات میں آپ کی مکمل مدد فرمائی۔

۳۔ توکل علی اللہ کے ساتھ ظاہری اسباب کو اپنانا بھی ضروری ہے: رسول اللہ ﷺ اپنے رب پر کامل بھروسہ اور اس کی مدد کا پورا یقین رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ اللہ آپ کے لیے کافی ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے ظاہری اسباب کو اختیار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اس کے لیے ایک پختہ پروگرام ترتیب دیا، پھر اسے پوری رازداری اور اتقان کے ساتھ نافذ بھی کیا۔ قائد: محمد ﷺ ہیں، مددگار: ابوبکر صدیقؓ ہیں، فدائی: علی بن ابی طالبؓ ہیں، توشہ فراہم کرنے والے: اسماء بنت ابی بکرؓ ہیں، غار ثور میں قریش کی خبریں پہنچانے والے: عبداللہ بن ابی بکرؓ ہیں، بکریوں کے ریوڑ کے ذریعہ عبداللہ کے نشان قدم کو مٹا کر دشمن کو دھوکے میں رکھنے کے لیے: عامر بن فہیرہ ہیں۔ صحرائی راستوں کا ماہر رہنما: بے دین لیکن امانت دار عبداللہ بن اریقط ہے، آپ کی عارضی قیام گاہ: غار ثور ہے۔ سفر کا وقت: تین دن بعد۔ مدینہ کا راستہ: جنوب کا ساحلی راستہ۔

یہ ساری منصوبہ بندی جہاں آپ ﷺ کی عبقریت اور آپ کی زبردست حکمت عملی پر دال ہے۔ وہیں اس میں امت کے لیے دعوت ہے کہ حسن تدبیر، اچھی پلاننگ، اور کام میں پختگی اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اول و آخر اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

۴۔ جب اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کی مدد کا ارادہ کرتا ہے تو تمام ظاہری قوانین ٹوٹ جاتے ہیں: آپ ﷺ تنہا ہیں، بظاہر بے یار و مددگار ہیں، ہر طرف سے دشمن آپ کو گھیرے ہوئے ہیں، دشمنوں کی صفوں کو چاک کرتے ہوئے، ان کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے گھر سے نکل جاتے ہیں لیکن دشمن آپ کو دیکھ بھی نہیں پائے۔

☆ غار ثور کے دروازے پر ایک مکڑی اپنا جال بن دیتی ہے تاکہ دیکھنے والا سمجھ لے کہ ایسی جگہ پر انسانوں کا گزر بسر نہیں ہوتا۔

☆ دشمنوں کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ گئی، غار کے دروازے پر پہنچ گئی لیکن ان میں سے کسی کو بھی غار میں جھانکنے کا خیال تک نہیں آیا۔

☆ سراقہ بن مالک کا گھوڑا سخت اور ٹھوس زمین پر چل رہا تھا لیکن پھر بھی اس کے دونوں قدم زمین میں دھنس گئے گویا کہ وہ کسی کیچڑ کے دلدل میں چل رہا ہے۔

☆ ام معبد کی کمزور اور مریل بکری جو چرنے کے لیے ریوڑ کے ساتھ جانے کے قابل بھی نہیں تھی، آپ ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا، اللہ کا نام لیا اور دعا کی، تھن میں بھرپور دودھ اتر آیا، پھر اتنا دودھ دوہا کہ ام معبد کا ایک بڑا سا برتن بھر گیا، ام معبد، آپ اور آپ کے تمام ساتھی شکم سیر ہوکر پی لیے پھر دوبارہ برتن بھر دودھ دوہا اور ام معبد کے پاس چھوڑ کر چل پڑے۔

یہ سارے معجزات قدرتِ الٰہی کے عظیم دلائل ہیں؛ کہ اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا بلکہ جب کسی کی مدد کا ارادہ کرتا ہے تو تمام ظاہری قوانین بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ ''اللہ تعالی جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے'' ۔(یٰس:۸۲)

۵۔ ہجرت ہمیں محبت رسول کا عظیم درس دیتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال، مال ودولت اور تمام لوگوں سے سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں'' ۔(مسلم)

☆ یہی محبت تھی کہ جس نے ابوبکرؓ کو خوشی سے رُلا دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ کو اطلاع دی کہ اللہ نے مجھے ہجرت کی اجازت دے دی ہے تو ابوبکرؓ نے پوچھا کیا مجھے بھی آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، چنانچہ ابوبکرؓ خوشی اور جوشِ محبت میں رونے لگے کہ انہیں اس سفرِ ہجرت میں آپ ﷺ کی صحبت کا شرف

پھر اس نے آپ کا خط ایک صندوق میں محفوظ کرنے کے بعد اس پر مہر لگا دیا' اور اسے اپنی ایک خادمہ کے حوالے کیا' پھر اس نے اپنے ایک کاتب کو طلب کیا جو اس کے لیے عربی لکھا کرتا تھا' اور اسے املا کرانے لگا:

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان' بہت رحم والا ہے' محمد بن عبداللہ کو قبطی شہنشاہ مقوقس کا سلام......اما بعد

میں نے آپ کا خط پڑھا' آپ کی دعوت اور آپ کے پیغام کو سمجھا' ایک نبی کی آمد کا علم تو مجھے تھا ہی مگر میرا گمان تھا کہ اس کا تعلق ملک شام سے ہوگا' میں نے آپ کے نامہ بر کے ساتھ شریفانہ سلوک کیا ہے' اس کے ساتھ دو لونڈیاں، دو کپڑے، اور ایک عدد خچر ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ آپ خچر کو اپنی سواری بنالیں' ان دو لونڈیوں کو قبط میں بڑا مرتبہ حاصل ہے''۔

والسلام علیک

خط سے فارغ ہونے کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ کچھ ہدیے ہیں' انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور محمد کو دو۔ ایک محافظ دستہ بھی تمہارے ساتھ بھیج رہا ہوں جو منزل تک تمہاری نگرانی کرے گا''

اس طرح حضرت حاطبؓ نے ایک کامیاب سفارتی مہم سر کیا اور واپس لوٹے۔ وہ اس کام کو حسن ادا کے ساتھ انجام دینا جانتے تھے۔ مدینہ آکر سارے حالات پیارے نبی ﷺ کے گوش گزار کیے اور مقوقس کا خط آپ کے ہاتھ میں تھما دیا۔

جن لونڈیوں کو وہ اپنے ساتھ لائے تھے اُن میں ایک ماریہ قبطیہ ہیں جنہیں آپ نے اپنے حرم میں رکھا' پیارے نبی ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم ؑ انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے اور دوسری لونڈی کو آپ ﷺ نے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت ؓ کو تحفہ میں پیش کیا......

قرآن مجید اور کاتبان وحی

سرشار بیگم (کویت)

قرآن پاک تقریباً ۲۳ برس کی مدت میں اترا' نزول قرآن کی شروعات غار حرا میں سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات سے ہوئی، ہجرت نبوی کے دسویں سال اسکی تکمیل ہوئی۔ جب قرآنی آیات نازل ہوتیں تو آپ ﷺ انہیں صحابہ کو یاد کرا دیتے اور کاتبین وحی کو حکم فرماتے جو انہیں قلمبند کرلیا کرتے تھے، ذیل کے سطور میں اُن کاتبان وحی کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ:** آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ تیم سے تھا، مسلمانوں کے پہلے خلیفہ تھے، ۱۱ھ سے ۱۳ھ تک خلافت کی، مردوں میں سب سے پہلے بلا تردد اسلام لائے، اور دامے، درمے، قدمے، سخنے پیغمبر اسلام کی مدد کی، معراج کے واقعہ کی تصدیق کی اور صدیق کا لقب پائے، یار غار ہونے کا شرف حاصل کیا، اُن کی صاحبزادی سیدہ عائشہؓ حرم نبوی میں تھیں۔ تدوین قرآن، مانعین زکاۃ کی سرکوبی اور فتنہ ارتداد کا خاتمہ اُن کے اہم کارنامے ہیں۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ:** آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ عدی سے تھا، مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے، ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک خلافت کی' اُن کے عہد میں ایران، شام اور مصر فتح ہوئے، ان کی صاحبزادی ام المومنین سیدہ حفصہؓ حرم نبوت میں تھیں، آپ نے اعلانیہ ہجرت کی اور ہر غزوہ میں شریک ہوئے۔

☆ **حضرت عثمان ذوالنورینؓ:** آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو امیہ سے تھا' مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے' ۲۴ھ سے ۳۵ھ تک خلافت کی' آپ نے قرآن مجید کی نقلیں کرا کر مختلف صوبوں میں بھیجی، آنحضرت ﷺ کی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ آپکے حرم میں تھیں، اسی لیے ذوالنورین کہلائے۔

☆ **حضرت علی بن ابی طالبؓ:** آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنی ہاشم سے تھا، مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ تھے، آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے، آپ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ اُن کی زوجہ مطہرہ تھیں، حضرت علیؓ نے تبوک کے علاوہ ہر غزوہ میں شرکت کی' اُن کا عہد خلافت ۳۵ھ سے ۴۰ھ تک ہے۔

☆ **حضرت زبیر بن العوامؓ:** آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ اسد سے تھا، آپ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی۔ انکی بابت نبی ﷺ نے فرمایا ''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں' میرے حواری زبیر ہیں''۔

☆ **حضرت عامر بن فہیرہؓ:** آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، ۴ھ میں بیر معونہ میں شہادت پائی۔

☆ **حضرت ابوایوب انصاریؓ:** آپ کا تعلق انصار کے قبیلہ مالک بن نجار سے تھا، ہجرت مدینہ کے موقع سے آپ ہی کو آنحضرت ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا، حضرت معاویہؓ کے عہد میں قسطنطنیہ پر بھیجی جانے والی فوج جس کی بابت فرمان نبوی ہے ''میری امت کا لشکر جو مدینہ القیصر پر حملہ کرے گا' وہ مغفرت یافتہ ہے''۔ اس مہم میں شریک ہوئے اور قسطنطنیہ کے محاصرے کے دوران وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆ **حضرت ابی بن کعبؓ:** آپ کا تعلق ابوایوب انصاریؓ کے قبیلے سے تھا، عقبہ کی آخری بیعت میں مکہ آکر مسلمان ہوئے، آنحضرت ﷺ نے ان کی بابت فرمایا ''میری امت کے سب سے بڑے قاری ابن کعب ہیں''۔

☆ **حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ:** صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے، اُن کی بہن سیدہ ام حبیبہؓ کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا، شام کے معرکوں میں اپنے پورے کنبے کے ہمراہ شریک رہے۔ آپ نے ۴۱ھ سے ۶۵ھ تک امارت کا منصب سنبھالا۔

☆ **حضرت عبداللہ بن مسعودؓ:** غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو کوفہ بھیجا اور کوفہ والوں کو خط لکھا کہ ''عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم بنا کر بھیج رہا ہوں' ان سے دین سیکھو، آپ کوفے میں مقیم ہوگئے اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں مدینہ آگئے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی اور مدینہ میں مدفون ہوئے

عرب میں کاغذ ابھی تک رائج نہیں ہوا تھا، یہ حضرات عام طور پر کھجوروں کے پتوں، چمڑے کی جھلیوں، اور اونٹ کی ہڈیوں پر لکھتے تھے۔ قرآن کریم کے تمام اجزا نبی ﷺ کے عہد مبارک میں مکتوب کی صورت میں موجود تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کی تدوین کا فریضہ انجام دیا، ان کا مدون نسخہ اُن کے پاس رہا۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی تحویل میں آیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد اُن کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے لے کر اس کی متعدد نقلیں کرائی گئیں' ان میں سے ایک مدینہ منورہ میں رکھی گئی بقیہ مکہ معظمہ' شام' یمن' بحرین' بصرہ اور کوفہ بھیج دی گئیں۔ اس طرح قرآن مجید کی اشاعت ہوئی اور وہ آج بعینہ اسی صورت میں موجود ہے' جو عہد عثمانی میں تھا۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اعجاز الدین عمری (کویت)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ؓ کا شمار بدری صحابہ میں ہوتا ہے، آپ مشہور سفیر بھی تھے، پیارے نبی ﷺ کے پیغام کو لے کر مختلف ملکوں میں آپ کو جانا ہوتا تھا، جب آپ ﷺ نے اسکندریہ (مصر) کے بادشاہ مقوقس کے پاس انہیں روانہ کیا تو اس سفر کی روداد خود حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنا نامہ بر بنا کر اسکندریہ کے کے بادشاہ مقوقس کے پاس روانہ کیا اور جب آپ کا خط لے کر میں اُس کے دربار میں پہنچا تو میں نے اس کے سامنے ایک مختصر تقریر کی، میں نے کہا کہ اس سرزمین پر تجھ سے پہلے ایک شخص حکومت کیا کرتا تھا جو بزعم خود رب اعلیٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی گرفت کی کہ وہ دنیا وآخرت میں ذلیل ہو کر رہا، اس کا کیا انجام ہوا' اسے تو جانتا ہی ہے، اب اس کا فیصلہ تجھے خود کرنا ہے کہ آیا تو دوسروں سے عبرت حاصل کرنے والا بنتا ہے یا خود عبرت کا سامان بنتا ہے؟''۔

مگر وہ جہاندیدہ شخص تھا، اس میں داناؤں کی سوجھ بوجھ تھی' میری بات سن کر طیش میں آیا، نہ آپے سے باہر ہوا' بلکہ بڑے ہی حکمت آمیز لہجے میں کہنے لگا:

''بھائی! ہم لوگ پہلے ہی سے ایک دین کو مان کر جی رہے ہیں، اُسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ ہاں! اس سے بہتر کوئی چیز ہمارے سامنے آتی ہے تو اس پر سوچ بچار کرنے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے.....''

میں نے کہا: ''ہم آپ کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کا دین ہے' اسے مان لینے کے بعد کسی اور کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ ایک اور بات یہ ہے کہ اس نبی نے جب لوگوں کو اس دین کی طرف پکارا تو اس پکار کی قریش نے شدید مخالفت کی' ستم ڈھانے میں یہود بھی کچھ کم نہ تھے' مگر نصاریٰ کا معاملہ اس سے جدا ہے' اس دین اور نبی کے حق میں اگر کسی کے دل میں نرم گوشہ ہے تو وہ نصاریٰ ہیں''۔

میں نے کہا کہ'' آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی حضرت محمد ﷺ کے آنے کی بشارت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت سے الگ کیسے کر سکتے ہیں' جس طرح تورات والوں کو انجیل کی دعوت دی گئی' اسی طرح ہم آپ کو قرآن کی دعوت دے رہے ہیں' قوم کوئی بھی ہو' اگر خدا کا نبی علم وحی لے کر پہنچتا ہے تو وہی اس کی امت ہیں' انہیں اس کی بات مان لینی چاہیے اور یہی مطلوب بھی ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو اس نبی کا زمانہ ملا' اس اندیشہ میں

مبتلا ہونے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ہم آپ کو مسیح علیہ السلام کے دین سے باز رکھیں گے' بلکہ ہم تو آپ سے ان کے دین پر چلنے کا تقاضا ہی کریں گے۔

مقوقس نے جواب دیا: ''ٹھیک ہے' ہمیں اس پر غور کرنے دیں''۔

پھر ایک دن گذرا' دوسرا دن بھی گذر گیا..... اس درمیان وہ اپنے پاس مختلف لوگوں کو بلاتا رہا جن میں علماء و وزراء کے ساتھ بادشاہ کے خصوصی مشیر و مصاحبین بھی شامل تھے۔ ان میں گرما گرم بحثیں ہوتی رہیں' بالآخر یہ طے پایا کہ بھی حضرات کو اس نئے نبی کے سفیر سے ملاقات کرائی جائے اور روبرو باتیں ہوں' تیسرے روز بادشاہ کے دربار میں خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں دانشوروں کے ساتھ سارے اہلکاران مملکت حاضر تھے اور مجھے بھی بلایا گیا تھا۔ بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ ''میں تجھ سے کچھ سوالات کرنے والا ہوں جو ہمارے کچھ شبہات پر مبنی ہیں' اس امید کے ساتھ کہ تم ان کا تشفی بخش جواب دو گے''۔

میں نے کہا: ''ٹھیک ہے آپ اپنے سوالات پیش کریں......''

اس نے کہا: ''مجھے بتلاؤ تو سہی کہ جن صاحب نے تمہیں یہاں بھیجا ہے کیا وہ واقعتاً نبی ہیں......؟''

میں نے جواب دیا: ''اس میں شک کی کیا بات ہے' وہ اللہ کے پیغمبر ہیں''

اس نے پوچھا: ''اگر ایسی بات ہے تو پھر جب اس کی قوم اسے ملک بدر کر رہی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی دعا کیوں نہ مانگی؟''

جواباً میں نے عرض کیا: ''کیا آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول تھے؟''

اس نے کہا: ''ہاں! یہی ہمارا ایمان ہے''

اس پر میں نے ایک اور سوال باندھا اور پوچھا: ''اچھا تو مجھے بتلاؤ کہ جب ان کی قوم نے انہیں پکڑ کر صلیب پر چڑھانا چاہا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی دعا کیوں نہیں کی...... اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اللہ تعالیٰ کو انہیں آسمان پر اٹھا لینا پڑا؟''

میرا سوال سن کر وہ لاجواب ہو گیا' پھر اس نے کہا کہ ''تم خود ایک دانا شخص ہو اور ایک دانا شخص نے تمہیں بھیجا ہے''

اس کے بعد بڑی دیر تک وہ اہلکاران مملکت سے محو گفتگو رہا، مشورہ لینے اور دینے کا سلسلہ چلتا رہا، علماء سے اس نے اس سلسلہ میں بحثیں کیں...... میں نے دیکھا کہ وہ کبھی ان کی بات پر ''ہاں'' کرتا ہے تو کبھی تردید کرتا ہے...... پھر میری طرف رخ کر کے کہنے لگا کہ

''میں نے اس نبی کے سلسلہ میں بہت غور و خوض کیا ہے' اب آخر اس نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ وہ کسی ایسے کام کا حکم تو نہیں دیتا جس کو کرنے پر انسانی طبیعت آمادہ نہ ہو اور نہ ہی کسی فطری خواہش پر وہ لگام لگاتا ہے' وہ ہمیں بھٹکا جادوگر بھی نہیں لگتا' اور جھوٹا کاہن بھی نہیں' بلکہ اس کے حالات بتاتے ہیں کہ اس کے پاس نبوت کی نشانی موجود ہے''۔

دعوت دین میں خواتین کا رول

ام حسن (کویت)

"دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ میں صرف مسلمان مردوں ہی نے کوشش نہیں کی بلکہ عورتوں نے بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا"

یہ تبصرہ مشہور مستشرق ٹی ڈبلیو آرنلڈ کا ہے جس نے اپنے مختصر الفاظ میں اسلام کے روشن ادوار کی مسلم خواتین کے دعوتی کردار کو بیان کیا ہے۔ والحق ما شهدت به الأعداء

جی ہاں! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں خواتین نے اسلام کے فروغ اور نشر و اشاعت میں کلیدی رول ادا کیا' کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اللہ تعالی نے دعوت دین میں مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی۔ ارشاد ربانی ہے"مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں" (التوبہ ۷۱)

اس آیت کے ضمن میں علامہ ابن نحاس دمشقیؒ فرماتے ہیں"میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی کا" والمؤمنات"ایمان والی عورتیں فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بحالت استطاعت عورتوں پر مردوں کی مانند امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے"۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں"اگر کہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا دیگر احکامات سے متعلق مذکر کا صیغہ استعمال ہوا بھی ہے تو شارع کے عرف میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جب شرعی احکام کا بیان مؤنث کے ذکر کے بغیر مذکر کے صیغے کے ساتھ کیا جائے تو اس صیغہ میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہوں گے، کیونکہ اجتماع کی صورت میں مذکر کا غلبہ ہوتا ہے"۔ (اعلام الموقعین)

اگر آپ تاریخ و سیرت کی کتابوں پر نظر ڈالیں تو آپ کو کئی ایسی خواتین نظر آئیں گی جن کی کوشش سے انکے بھائی، شوہر اور بیٹے مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت ام سلیمؓ کے شوہر حضرت مالک بن نضرؓ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ابوطلحہ نے ان کو پیغام نکاح دیا

ابوطلحہ: "میں آپ سے نکاح کا خواہشمند ہوں"۔

ام سلیمؓ: "اللہ کی قسم! آپ جیسے لوگوں کو ٹھکرایا نہیں جا سکتا لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان ہوں اور میرے لیے جائز نہیں کہ آپ سے شادی کروں، ابوطلحہ! کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ جن معبودوں کی پرستش کرتے ہیں انہیں فلاں قبیلے کے بڑھئی غلام نے تراش کر بنایا ہے؟ اگر ان میں آگ لگا دو تو جل کر راکھ ہو جائے"۔

ایک دوسری روایت میں کچھ اس طرح آیا ہے

ام سلیمؓ: "ابوطلحہ! کیا آپ جانتے نہیں کہ جس معبود کی آپ پوجا کرتے ہیں وہ زمین میں اُگنے والا ایک درخت ہے جسے فلان قبیلے کے ایک حبشی غلام نے تراش خراش کر بنایا ہے؟"۔

ابوطلحہ: "ہاں بالکل جانتا ہوں"۔

ام سلیمؓ: "کیا آپ کو شرم نہیں آتی کہ ایک لکڑی کے ٹکڑے کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں؟، اگر آپ زبان و دل سے اس بات کا اقرار کرلیں کہ" اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں" تو میں آپ سے شادی کے لیے تیار ہوں، آپ کا مسلمان ہو جانا ہی میرا حق مہر ہوگا اس کے علاوہ میں کسی چیز کا آپ سے مطالبہ نہیں کروں گی"۔

ابوطلحہ: "ہمیں ذرا مہلت دیجیے تا کہ غور کرلوں"۔

راوی کا بیان ہے وہ چلے گئے، غور و فکر کیا پھر واپس آکر کلمہ شہادت لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور مسلمان ہو گئے۔ (الطبقات الکبری)

محترم قارئین! ذرا غور کیجئے کہ کس طرح ام سلیمؓ نے ابوطلحہ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے پر فخر جتایا، جی ہاں! مسلمان ہونا باعث فخر ہے، باعث عزت ہے، ساری انسانیت کا دھرم اسلام ہی ہے، سارے انبیاء اسلام ہی کی تبلیغ کے لیے آئے، اسلام کے علاوہ جتنے مذاہب اس دنیا میں پائے جاتے ہیں یہ سب خود تراشیدہ ہیں، اسلام دین حق ہے، نجات کا ضامن ہے۔ آج کتنی خواتین ہیں جو اپنے حقیقی مذہب سے دور اور معبود برحق سے ناآشنا ہیں ان تک اسلام کا پیغام پہنچانا دختران اسلام کی ذمہ داری ہے۔

خواتین اسلام نے جہاں تبلیغ دین میں نمایاں کردار ادا کیا وہیں دین کی راہ میں ثبات قدمی اور استحکام کا بھی مظاہرہ کیا۔ ذرا آسیہ بنت مزاحم ظالم فرعون کی بیوی کا قصہ پڑھئے حقیقت میں اس میں مسلم خواتین کے لیے عبرت و نصیحت کا سامان ہے۔ فرعون جس کا دعوی تھا انا ربکم الأعلى، دونوں میاں بیوی ایک ہی چھت کے نیچے اور ایک ہی مکان میں رہتے تھے لیکن جب اس نے آسیہ کو کفر پر مجبور کرنا چاہا تو انہوں نے بزبان حال کہا "جان من! میں نے تجھے اپنی جان تو دی ہے لیکن ایمان نہیں دیا ہے، جان سے ہاتھ دھو سکتی ہوں لیکن ایمان سے ہاتھ دھو نہیں سکتی"۔

امام بیہقیؒ اور امام ابویعلیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی آسیہ کو سزا دینے کی غرض سے اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر میں میخیں گاڑ دی تھی، اللہ کی اس بندی نے انسانیت سوز تکلیفیں گوارا کرلی لیکن اللہ کی نافرمانی پر راضی نہ ہوئی، دنیاوی ٹھاٹ باٹ کو لات مار دیا گویا بزبان حال کہہ رہی تھی [یا اللہ مجھے ملکہ بننا پسند نہیں ہے۔ یا اللہ مجھے فرعون بادشاہ کی بیوی بننا پسند نہیں ہے۔ یا اللہ اس ظالم و جابر بادشاہ کی زوجیت میں رہنا پسند نہیں ہے۔ یا اللہ مجھے پوری قوم کی مہارانی اور خاتون اول بننے میں دلچسپی نہیں ہے۔ میں تیری ادنی سی بندی ہوں اور اسی میں شرف محسوس کرتی ہوں۔ یا اللہ مجھے دنیا کی عزت و شہرت اور ٹھاٹ مطلوب نہیں۔ یا اللہ مجھے دنیا کی فلک بوس عمارتیں اور دیدہ زیب کوٹھیاں پسند نہیں ہیں، "میرے رب! بس میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے"۔ یا اللہ مجھے دنیا کی بادشاہت نہیں چاہئے مجھے آخرت کی بادشاہت چاہئے]۔

اللہ تعالی نے اس نیک بندی کی بات سن لی اور آخرت میں انکے لیے نعمتوں بھرا گھر تیار کردیا اور اپنی کتاب مقدس میں ان کی زندگی کو اہل ایمان کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ﴾ (التحریم 11) "اور اللہ تعالی نے ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی"۔

اگر فرعون کا جبر، جبر تھا تو آسیہ کا صبر بھی صبر تھا، دل میں ایمان کا ایسا رنگ چڑھا کہ اللہ تعالی نے ہمیشہ ہمیش کے لیے اپنی کتاب میں ان کی پاکیزہ زندگی کا نقشہ کھینچ کر اسے اہل ایمان کے لیے درس عبرت بنا دیا۔

مجاہد خان عمری (کویت)

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے

اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰ میں فرمایا ہے کہ ''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے' تم نیکی کا حکم دیتے ہو بُرائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''

یہ آیت امت مسلمہ کو ان کے فرض منصبی کی طرف دعوت دیتی ہے۔ بنواسرائیل کی گمراہیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں معزول کیا اور یہ ذمہ داری امت مسلمہ کے سپرد کیا' اب دنیا کی امامت و رہنمائی کی باگ وڈور امت مسلمہ کے ہاتھوں میں ہے۔ امت مسلمہ داعی گروہ بن گئی اور باقی تمام ادیان مدعو گروہ ہوئے۔

امت مسلمہ کے مقابلہ میں مدعو گروہ آج اکثریت میں ہے اور وہ اہل کتاب ہیں' بالخصوص عیسائی قوم آج دنیا کی سب سے بڑی اکثریت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو اس کے فرض منصبی سے آگاہ کرتے ہوئے اگلی آیات میں ذمہ داری کو نبھانے کا طریقہ اور مدعو قوم اہل کتاب کی نفسیات سے بھی واقف کرا دیا ہے۔ بتایا گیا کہ تمام اہل کتاب یکساں نہیں ہیں'' ان میں سے کچھ ایمان دار لوگ بھی پائے جاتے ہیں''...... (آل عمران ۱۱۳-۱۱۴) اب دیر کس بات کی؟ مدعو قوم بالخصوص عیسائی میں اعلیٰ صفات کے حامل افراد موجود ہیں۔ ہمارے دستک دینے کی دیر ہے' وہ سارے عقائد کو تسلیم کرتے ہیں' بس اُن تک رسالت محمدی پہنچانا باقی ہے حال ہی میں عیسائی قوم نے اپنا تہوار (کرسمس) منایا، اس موقع پر امت مسلمہ کے کچھ دردمند اور مخلص لوگوں نے اُن تک دعوت اسلام کو پہنچایا۔ ان کے قریب ہوئے تو یہ اعتماد پیدا ہوا کہ واقعی سبھی عیسائی اسلام کے منکر نہیں ہیں۔ ان میں حق کی جستجو ہے' ان میں نرم خو، نرم طبیعت اور حق کو قبول کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں' یہ اسلام کی طرف مائل ہیں' چرچ کی بہت ساری باتوں پر انہیں اطمینان نہیں ہے۔ بائبل کی صاف اور واضح باتوں کو بھی اُلٹ پھیر کر بتایا جاتا ہے' جس کی وجہ سے ان کے علماء پر انہیں آپ اعتبار نہیں رہا۔ زمین انتہائی نرم بھی ہے اور زرخیز بھی' البتہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے فرض منصبی کو سمجھیں اور مدعو گروہ تک پیغام حق پہنچائیں۔

اگر آپ کسی عیسائی تک اسلام کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے انہیں یہ چار باتیں بتائیں

(۱) ہم مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں' جو مسلمان محض رسالت محمدی پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرے تو وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔

(۲) قرآن مجید میں باضابطہ ''سورہ مریم'' نام کی ایک سورہ ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی عفت و پاک دامنی کو بیان کیا اور انہیں خواتین عالم پر فوقیت دی ہے۔

(۳) قرآن مجید پچھلی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب انجیل پر بھی ہر مسلمان کا ایمان ہے۔

(۴) ہم مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منتظر ہیں، حضرت عیسیٰ پھر اس دنیا میں آئیں گے اور یہاں امن وسکون قائم کریں گے، اللہ کی مرضی کو نافذ کریں گے۔

پھر انہیں بتائیں کہ مندرجہ ذیل ان چار باتوں پر آپ کا بھی ایمان ہے اور ہمارا بھی

☆ ولادت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ایک معجزہ ہے جو اللہ کے حکم سے ہوا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی اور رسول ہیں جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات برحق ہیں جو اللہ کے اذن سے تھے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنواسرائیل کو اللہ کی طرف دعوت دی' اور انہیں بتایا کہ اس دنیا کے خالق ومالک کی عبادت واطاعت میں ہی دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

پھر صحیح موقع دیکھ کر اُن سے کہیں کہ مندرجہ ذیل چار باتیں جو آپ کے بنیادی عقائد میں شامل ہیں ہم مسلمان اُن کا انکار کرتے ہیں کیونکہ قرآن مجید اور بائبل نے بھی ان کی نکیر کیا ہے۔

(۱) الوہیت عیسیٰ (Divinity of Jesus) (۲) ابنیت (son of god) (۳) تثلیث (trinity) (۴) صلیب (crucifiction) یہ چار چیزیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات ہیں اور نہ ہی انجیل کی۔ ان چار چیزوں کی بنیاد پر ہی آج عیسائیت کی عمارت کھڑی ہے۔ ہم انہیں دعوت دیں کہ آیئے ہم سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی طرف رجوع کریں' قرآن مجید نے اس کی دعوت بھی دی ہے (دیکھئے سورہ مائدہ آیت نمبر ۴۷)

قرآن مجید نے مسلمانوں کے سامنے ایک اور پہلو اجاگر کیا جو سراسر حکمت پر مبنی ہے۔ قرآن نے حکم دیا کہ سب سے پہلے تم اپنے اور مدعو قوم کے مابین مشترک چیزوں کی طرف دعوت دو، انہیں قریب کرو، اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین مشترک چیزوں کو موضوع بحث بناؤ'' آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں' نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں''۔ (آل عمران ۶۴) یہ طریقہ بہت مفید اور نہایت کارگر رہے گا۔ حکمت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی چاہیے، خلوص نیت ہو تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ضرور شامل حال رہے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بنواسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے ﴿وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ﴾ (آل عمران ۴۹) ''اور وہ (عیسیٰ) بنواسرائیل کی طرف رسول ہوگا'' اور متی ۱۵/ باب ۲۴ میں ہے ''میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا'' جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام ساری انسانیت کے نام تھا ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِلنَّاسِ﴾ (سبا ۲۸) ''(اے محمد ﷺ) ہم نے آپکو ساری نوع انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے''۔

اس کے باوجود آج صورتحال یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے متبعین قلت میں ہیں اور عیسائی اقوام کثرت میں ہیں۔ ظاہر ہے اس کی وجہ مسلمانوں کی اپنے فرض منصبی سے غفلت ہے۔ جب کہ مدعو قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ''ہم نے ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور نرمی پیدا کردیا (الحدید ۲۷) اس سے بڑھ کر خوش خبری اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو نرم کردیا ہے' ان کے اندر قبول حق کا مادہ پایا جاتا ہے اور ہمارا کام آسان کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اب بھی موقع ہے کہ پوری طرح اس کام میں لگ جائیں، بہترین منصوبہ بندی کے ساتھ کوشش کریں راہیں ہموار کرنا اللہ کا کام ہے۔ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے راہیں ہموار کردیتے ہیں'' (العنکبوت ۶۹)

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اعجاز الدین عمری (کویت)

نیرنگی دنیا

امام شافعیؒ نے فرمایا:
یہ دنیا ہے...... جہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
جنگلوں میں شیر بھوک کی تاب نہ لاکر مر جاتا ہے،
مگر کتا بھیڑ کا گوشت کھا کر جی رہتا ہے،
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
ایک غلام ریشمی بستر پر محوِ خواب رہتا ہے، اور
اعلیٰ نسب والا مٹی ہی کو بستر بنا کر سو جاتا ہے۔

جاتی ہیں سانس کس طرح؟

امام ابن جوزیؒ نے ایک بار اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوے وقت کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ ”اے میرے لختِ جگر! اس بات کو گرہ میں باندھ لے کہ دن لمحوں کو نگل جاتے ہیں اور لمحے سانسوں کو گھٹاتے ہیں، ہر سانس ایک خزانہ ہے، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز تمہارا خزانہ خالی رہے، وہاں پچھتا کر کچھ نہ ہوگا، تمہاری ساعتیں تم سے کیا لے کر جارہی ہیں؟ سامانِ عزت...... یا سامانِ ذلت......؟

ایک پل بھی اپنے نَفَس (سانس) سے غافل نہ رہنا، اسے بیکار نہ چھوڑنا...... تمہیں پتہ ہے کہ مرنے کے بعد قبر کی تنہائی میں جانا ہے۔ اس لیے وہاں کے لیے ایسی چیزیں بھیجو کہ جب تم وہاں پہنچو تو انہیں دیکھ کر تمہیں خوشی ہو......

روک لو گر غلط چلے کوئی

حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں ”ایک بار میں نے دیکھا کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نہایت غمگین بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا: ”اے امیر المومنین کیا بات ہے؟ کس غم نے آپ کو نڈھال کر رکھا ہے“۔

آپ نے جواب دیا: ”مجھے اندیشہ ہونے لگا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غلط کام سرزد ہو جائے تو آپ لوگوں میں سے کوئی بھی احتراماً کچھ نہیں کہے گا“۔

حضرت حذیفہؓ نے کہا: ”امیر المومنین ایسی بات نہیں ہے...... اگر آپ کو راہِ حق سے ذرا بھی ہٹتے ہوے پایا تو ہم آپ کو ٹوکیں گے“۔

حضرت عمرؓ خوشی سے اچھل پڑے اور کہنے لگے ...... تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے مجھے ایسے ساتھی عطا کیے کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو یہ مجھے سیدھا کر دیں گے“۔

سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ لاالٰہ

طارق بن زیاد اسلامی تاریخ کا وہ عظیم سپہ سالار ہے جس نے ”مسلم ہسپانیہ“ کی بنیاد ڈالی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے موسیٰ بن نصیر کو مغربی افریقہ کی مہم پر مامور کیا تھا۔ یہ مراقش کا گورنر بھی تھا۔ طارق بن زیاد کو اس نے تربیت دی تھی۔ کشتیوں پر سوار ہو کر جب اس کی فوج اسپین کے ساحل پر اتری تو اس نے ان کشتیوں کو جلا دینے کا حکم دیا اور فوج کے سامنے صرف دو راستوں کا اختیار باقی رکھا ”یا دشمن سے لڑ کر اس کی زمین کو چھین لو یا شہید ہو کر اس کو اپنا مدفن بناؤ“۔ پھر اس نے اپنی فوج کو خطاب کر کے کہا:

”اے میرے ساتھیو! ہم بھاگ کر جائیں تو کدھر جائیں؟!...... اب کوئی جائے پناہ بھی تو نہیں رہی‘ پیچھے مڑیں تو ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اور آگے بڑھیں تو دشمن کا لشکر ہے‘ اللہ کی قسم اب صبر و وفا کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس جزیرہ میں تمہاری حالت اس یتیم سے بہتر نہیں جس کا کھانا سخت جان و سنگ دل شریروں کے پاس ہے، اب تمہیں اپنی روٹی دشمن کے ہاتھ سے چھین کر حاصل کرنا ہے‘ اس میں دیری اس لیے درست نہیں کہ دن گذرتے جائیں اور تم خالی شکم رہو تو اپنا مقصد حاصل نہ کر سکو گے‘ پھر تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور دلوں میں جوش اور ولولہ کی جگہ دشمن کا رعب طاری ہوگا، اس ذلت آمیز انجام سے دوچار ہونے سے پہلے ہی اس سرکش بادشاہ سے بھڑ جاؤ۔ یہ شہر مضبوط قلعوں سے ڈھکا ہوا ہے‘ مگر اس کے باوجود راستے نکالے جا سکتے ہیں‘ تاہم اس کے لیے دیوانہ وار موت کا سامنا کرنا ہوگا، اپنی جان کی بازی لگانے میں میں کبھی تم سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ اب ہمیں ایسا مورچا سنبھالنا ہے جہاں سب سے سستی چیز جان ہے۔ یاد رکھو! کہ اس تھوڑی دیر کے مرحلۂ جاں سوزی میں اگر صبر و ثبات کا ثبوت دیں گے‘ تو اس کے بعد تا دیر رہنے والی نعمتوں کا لطف اٹھا سکیں گے۔

اس لیے میرے راستے سے ہٹ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار مت کرنا، اس بات کی اطلاع تمہیں مل چکی ہے کہ اس سرزمین نے ایسی حسیناؤں کو جنم دیا ہے کہ حورانِ بہشت بھی شاید اُن سے شرما جائیں، ہیرے جواہرات سے بنے زیورات سے یہ آراستہ رہتی ہیں، ان کا لباس ریشم و حریر سے بنتا ہے۔ بادشاہوں کے محلوں میں یہ گذر اوقات کرتی ہیں۔ میرے ساتھیو! میں تمہیں یہ بتا دوں کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اس لشکر کے لیے جان بوجھ کر کنوارے جیالوں کا انتخاب کیا ہے، وہ تمہاری شادیاں اس سرزمین کی پری زادیوں سے کرنا چاہتے ہیں، اُن کا یقین رکھو اور اپنے نیزے سنبھالو۔ اس جزیرے میں خدا کے دین کو غالب کر دینے کے جذبہ سے سرشار ہو کر باطل کے آگے سینہ سپر ہو جاؤ، اٹھو اور اعلائے کلمۃ اللہ کا علم بلند کرو...... اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے اجر و ثواب سے محروم نہیں رکھے گا، اس کی مدد اور نصرت تمہارے ساتھ ہوگی جس کے نتیجہ میں فتح و کامرانی تمہارا قدم چومے گی۔ ایمان والوں کے لیے یہ اُس کا وعدہ ہے۔ دنیا و آخرت میں وہی اُن کا ولی اور کارساز بھی ہے“۔

آپکے مسائل کا حل

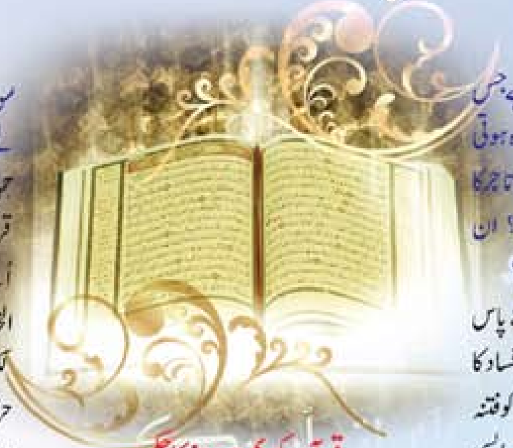

ویڈیو فلمی کیسٹ کی تجارت کا حکم

سوال: ایسے ویڈیو کیسٹ کی تجارت کا کیا حکم ہے جس میں کم از کم جو چیز ہوتی ہے وہ یہ کہ عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں، عشق وعاشقی کے قصے ہوتے ہیں؟ اور کیا اس تاجر کا مال حرام ہوگا؟ اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟ ان کیسٹوں اور سامانوں سے نجات کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: ایسے کیسٹوں کی تجارت کرنا، اُن کو اپنے پاس رکھنا، اور سننا سب حرام ہے' اس لیے کہ یہ فتنہ وفساد کا باعث ہیں، فساد کی جڑ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو فتنہ کے اسباب وذرائع سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسی کیسٹوں کو ضائع کر دینا اور اُن کے استعمال کرنے والوں کی تردید کرنا واجب ہے۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ)

میت کو مرحوم ومغفور کہنا

سوال: کیا مردہ کو مغفور یا مرحوم کہنا جائز ہے؟

جواب: بعض لوگوں کے وفات کی خبریں اخبارات میں کثرت سے آتی ہیں، اسی طرح وفات پانے والے کے رشتے داروں کی تعزیتیں بھی بہت زیادہ شائع کی جاتی ہیں اور یہ لوگ میت کے لیے مغفور ومرحوم یا اُن کے مشابہ ایسے کلمات استعمال کرتے ہیں جن سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ جنتی ہیں۔

وہ لوگ جو اسلامی عقیدے واحکام سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جنتی کو اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے کی گواہی دینی جائز نہیں ہے البتہ ایسے لوگ جن کے متعلق نص قرآنی موجود ہے' جیسے ابولہب اور جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے گواہی دی ہے جیسے صحابہ کرام جن کے جنتی ہونے کی شہادت وبشارت دی گئی ہے، تو ایسے لوگوں کے متعلق کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میت کو مرحوم یا مغفور کہنے کے بجائے بہتر ہے کہ اس کے بدلے اس کے لیے دعائیہ کلمات کہے جائیں جیسے غفر اللہ لہ، رحمہ اللہ وغیرہ۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ)

قرآن کریم چومنے کا حکم

سوال: اگر قرآن کریم اونچی جگہ سے گر جائے تو اُسے چومنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصحف چومنے کی مشروعیت میں کسی دلیل کا مجھے تو علم نہیں ہے البتہ اگر کوئی چوم لے تو اس میں کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی بابت آتا ہے کہ وہ مصحف کو چوم کر کہتے کہ ''یہ میرے رب کا کلام ہے''۔ بہر حال اس میں کوئی حرج کی بات معلوم نہیں ہوتی تاہم اسے مشروع نہیں کہا جا سکتا' اور نہ ہی اس کی مشروعیت پر کوئی دلیل ہی ملتی ہے۔ لیکن اگر اسے ہاتھ یا اونچی جگہ سے گرنے کے بعد بطور تعظیم اور احترام چوم لیا جائے تو ان شاء اللہ کوئی مضائقہ نہیں۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ)

قرآن کریم والا موبائل سیٹ بیت الخلاء میں لے جانا

سوال: ان دنوں میں موبائل کے اندر ایسے الکٹرانک آلات اور موبائل سیٹ آچکے ہیں جن میں مکمل قرآن کریم کی رکاڈنگ ہوتی ہے' کیا اُسے بیت الخلاء میں لے کر جایا جا سکتا ہے؟

جواب: ان موبائل سیٹوں اور آلات کو بیت الخلاء میں لے جانا حرام نہیں کیونکہ یہ مصحف اور قرآن کریم کے احکام میں نہیں آتے' گو کہ ان میں قرآن کریم بآواز ہی ریکارڈ ہو۔ اس لیے کہ وہ آواز چھپی ہوئی ہے' ظاہر نہیں اور نہ ہی اس کی کتابت ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(شیخ محمد صالح المنجد)

موبائل سیٹوں پر قرآن کریم کی تلاوت

سوال: کیا موبائل سیٹوں پر قرآن کریم کی تلاوت کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے؟

جواب: قرآن کریم جس میں تحریری یا صوتی شکل میں قرآنی آیتیں پائی جاتی ہیں' مصحف کا حکم نہیں رکھتا' لہذا اُسے طہارت کے بغیر چھونا جائز ہے، اور اُسے بیت الخلاء میں لے جانا بھی جائز ہے۔ کیونکہ موبائل کی لکھاوٹ مصحف کی لکھاوٹ کے مانند نہیں، یہ محض وقتی حرکات ہوتی ہیں جو ظاہر ہوتی ہیں پھر ختم ہو جاتی ہیں، ثابت حروف کا درجہ نہیں رکھتیں۔ (شیخ محمد صالح المنجد)

اور جب شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک سے اس کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے یوں جواب دیا:

''یہ بات معلوم ہے کہ حفظ کے سہارے قرآن کریم کی تلاوت کے لیے حدث اصغر بلکہ حدث اکبر سے طہارت شرط نہیں ہے البتہ اس حالت میں بھی طہارت سے ہونا افضل ہے۔ کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اور اس کی تعظیم میں داخل ہے کہ اسے ہم بحالت طہارت ہی تلاوت کریں۔

البتہ مصحف سے پڑھنے کے لیے وضوء کی شرط ہے کیونکہ مشہور حدیث میں ہے'' قرآن کو کوئی بغیر طہارت کے نہ چھوئے''، اسی طرح صحابہ وتابعین سے وارد بعض آثار بھی اس پر دلالت کرتے ہیں، اسی کے قائل جمہور اہل علم ہیں کہ بغیر وضو کے مصحف کو چھونا ممنوع ہے خواہ تلاوت کی غرض سے ہو یا کسی دوسرے مقصد سے۔

اس سے ظاہر ہے کہ موبائل یا اس کے جیسے دیگر آلات جس میں قرآن کریم موجود ہوتا ہے' وہ مصحف کا حکم نہیں رکھتے، کیونکہ موبائل سیٹ کے حروف اور مصحف میں پائے جانے والے حروف دونوں میں بہت فرق ہے، اس کے حروف کتابی حروف کے مساوی نہیں بلکہ یہ وقتی طور پر سیٹ پر ظاہر ہوتے ہیں، پھر دوسری طرف منتقل ہونے سے حروف خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، اس بنیاد پر موبائل یا کیسٹ جس میں قرآن کی ریکاڈنگ ہو' اسے چھونا جائز ہے، اور اس سے پڑھنا بھی جائز ہے گو کہ باوضو نہ ہوں''۔

ہاتھی دیکھنے نہیں آیا

بہت دنوں کی بات ہے، مدینہ شریف میں ایک بہت بڑے محدث و امام تھے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، جب ہر طرف آپ کے علم کا چرچا ہوا تو بہت دور دور سے طلبہ آپ کے پاس پڑھنے کے لیے آنے لگے۔ مدینہ سے بہت دور پچھم میں ایک ملک ہے اندلس (اسپین) وہاں سے یحییٰ نام کے ایک طالب علم آئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے امام مالک درس دے رہے تھے اسی درمیان شور ہوا "ہاتھی آیا ہاتھی آیا" عرب میں چونکہ ہاتھی نہیں ہوتا ہے اس لیے ہاتھی ان لوگوں کے لیے ایک عجوبہ تھا۔ ہاتھی دیکھنے کے لیے سب چلے گئے مگر یحییٰ نہیں گئے اور اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھے رہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا: "یحییٰ! ہاتھی تو تمہارے یہاں بھی نہیں ہوتا تمہیں بھی دیکھنے کا شوق ہو تو جا کر دیکھ آؤ"۔

یحییٰ نے کہا: "میں اتنی دور سے صرف علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں، ہاتھی گھوڑا دیکھنے کے لیے نہیں آیا ہوں"۔

امام مالک یحییٰ کا یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کو بڑی دعائیں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بعد میں اندلس کا ایک بہت بڑا محدث اور امام بنایا۔

پیارے بچو! جن لڑکوں کو علم کا شوق ہوتا ہے وہ پڑھائی کے وقت تماشا دیکھتے ہیں نہ کھیل کود کرتے ہیں، بلکہ دل لگا کر پڑھتے اور وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں، بڑوں کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ انہوں نے محنت سے تعلیم حاصل کیا تھا۔ آپ بھی ان کے جیسے بننا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی محنت سے پڑھائی کرنی ہوگی۔

عظمت کے دو مینار

کہا ماننے اپنے ماں باپ کا — رہے گا زمانے میں نام آپ کا
اگر یہ نہ ہوتے، تو ہوتے نہ ہم — انہوں نے ہی رکھنا سکھایا قدم
یہ ان کا کرم ہے کہ پالا ہمیں — دیا علم اچھا، سنبھالا ہمیں
انہی سے ملی ہے ہمیں ہر خوشی — انہی سے ہے پر کیف یہ زندگی
ہے لازم کہ ہم ان کی خدمت کریں — دل و جاں سے ان کی اطاعت کریں
ذرا سی بھی سختی نہ ہو ان کے ساتھ — کریں ان سے نرمی سے ہر ایک بات
رہے یاد، یہ بے سہارے نہ ہوں — کسی وقت یہ غم کے مارے نہ ہوں
جو روٹھیں تو ان کو منا لیجئے — انہیں ٹوٹنے سے بچا لیجئے
بڑی نیک، بے شک وہ اولاد ہے — جسے پیار ماں باپ کا یاد ہے
جو ماں باپ کا دل دکھاتے نہیں — وہ دنیا میں تکلیف پاتے نہیں
دعا جس کو ماں باپ کی مل گئی — اسے سمجھو سچی خوشی مل گئی

پیش کردہ : سرشار بیگم

رسول کی تابعداری کرو

اللہ نے جو کہا وہ بتایا رسول نے — رستے پہ گمرہوں کو لگایا رسول نے
میں بھی تمہیں سا ہوں بشر اعلان کر دیا — کتنا قریب ہو کے بلایا رسول نے
انسان ایک سے ہیں سب، اللہ ایک ہے — سب کو بلا کے سب کو بتایا رسول نے
اللہ کے کیا حقوق ہیں، بندوں کے کیا حقوق — نیک و بد کا فرق سمجھایا رسول نے
اُن کی بھی خیر چاہی جو دشمن تھے جان کے — خُلقِ عظیم بن کے دکھایا رسول نے
اللہ کے حضور میں سب کو جھکا دیا — چھوٹے بڑوں کا فرق مٹایا رسول نے
اللہ کے ساتھ ساتھ اَطیعوا الرسول ہے — اللہ کا یہ حکم سنایا رسول نے

سب سے پہلا

- دنیا کا سب سے پہلا ڈاک ٹکٹ 1840ء میں وجود میں آیا۔
- اجرام سماوی کی تحقیق کے لیے سب سے پہلا ٹیلیسکوپ اٹلی نے ایجاد کیا۔
- وضو، نماز، روزہ... ہر نیکی کا سب سے پہلا کام نیت کرنا ہے۔
- پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ سب سے پہلا خلیفہ بنے۔
- روئے زمین پر سب سے پہلا عبادت خانہ "خانہ کعبہ" ہے۔
- آب زمزم کو سب سے پہلے پینے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔
- روزہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے رکھا۔ آپ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔

قہقہے

ابو

بچہ (فون پر): آج میرا بچہ بیمار ہے وہ سکول نہیں آسکتا۔

ماسٹر (پہچان کر) اور فون پر کون بول رہا ہے؟

بچہ (گھبرا کر) ماسٹر صاحب: فون پر میرے ابو بول رہے ہیں۔

عالم اسلام کی خبریں

فلسطین کے مسلمان اسرائلی درندگی کے شکار

غزہ: غزہ میں اسرائیل کے فضائی حملے سے ۹۰۰ کے قریب مسلمان شہید ہو چکے ہیں جبکہ زخمیوں کی تعداد ۴ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔شہداء میں خواتین اور بچوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔محتاط اندازے کے مطابق ۸۰ فیصد شہید ہونے والے وہ بچے ہیں جن کی عمریں ۱۶ سال سے متجاوز نہیں ہیں۔ اسرائیلی دہشت گردی سترہویں دن میں داخل ہو چکی ہے۔اسرائیلی وزیر اعظم ایہوداولمرٹ نے اپنی غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جنگ جاری رہے گی اور دنیا کی کوئی بھی طاقت اب ہمیں اپنے اقدام سے روک نہیں سکتی۔

باراک اوباما سال کی بہترین شخصیت

امریکہ: امریکی ہفتہ وار 'ٹائم' میگزین نے نومنتخب امریکی صدر باراک اوباما کو گزشتہ سال کی بہترین شخصیت قرار دیا ہے۔میگزین کے مطابق اوباما کو یہ اعزاز اس لیے دیا گیا ہے، کیونکہ اوباما کے اندر ایک ''تاریک موڑ پر عزم مستقبل کا خاکہ پیش کرنے کا اعتماد'' موجود ہے۔

روس میں منشیات کا استعمال سم قاتل

ماسکو : روس میں نشیلی اشیاء کے استعمال کرنے والوں میں ہر سال تقریباً اسّی ہزار نئے ناموں کا اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ان نشیلی اشیاء کی برآمد سب سے زیادہ افغانستان سے ہے،اور ہر سال تیس ہزار نوجوانوں کی موت افغان ہیروئن کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کے باوجود لوگ نشیلی اشیاء کا استعمال کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں مظلوم خواتین

نئی دہلی: ہندوستان میں ہر ۳ منٹ میں ایک خاتون کسی نہ کسی جرم کی شکار بن جاتی ہے۔ان میں زیادہ تعداد ان خواتین کی ہوتی ہے جو ان کے شوہروں اور سسرالی رشتہ داروں کی نشانہ بنتی ہیں۔۲۰۰۷ء کے دوران ملک میں خواتین کے خلاف جرائم کے بحیثیت مجموعی ۱،۸۵،۳۱۲ واقعات پیش آئے جب کہ ۲۰۰۶ء میں اس طرح کے ۱،۶۴،۷۶۵ واقعات ہوئے تھے۔ اس طرح اس میں ساڑھے بارہ فیصد اضافہ ہوا ہے۔گزشتہ پانچ سالوں کے دوران خواتین کے خلاف جرائم کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی رپورٹ ''۲۰۰۷ء میں جرائم'' کے مطابق خواتین کے خلاف جرائم میں سب سے زیادہ تعداد ہندوستان کی ریاست آندھرا پردیش میں رہی۔ گزشتہ سال ۷۵۹۳۰ خواتین اپنے شوہروں اور سسرالی رشتہ داروں کی ایذارسانیوں اور ظلم وزیادتیوں کی شکار بنیں جو خواتین کے خلاف جرائم کی سب سے بڑی تعداد ہے۔

پھیپھڑوں کی تبدیلی کے آپریشن میں کامیابی کے امکانات

ٹورنٹو: کناڈا کے طبی ماہرین نے پھیپھڑوں کی تبدیلی کے آپریشن کے دوران آکسیجن نہ ملنے کے مسائل سے ہونے والی ہلاکتوں پر قابو پانے کے لیے ایک جدید طبی تکنک ایجاد کرلی ہے۔جس کے ذریعہ پھیپھڑوں کی بیماریوں سے متعلق تمام آپریشن محفوظ ہو گئے ہیں۔

جاپان میں بین الاقوامی اردو و ہندی کانفرنس

ٹوکیو: ٹوکیو یونیورسٹی کے زیر اہتمام اردو و ہندی زبان کی تعلیم کے سو سال مکمل ہونے کی خوشی میں دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔جس میں برصغیر ہند و پاک کے علاوہ امریکہ اور یوروپی ممالک کی یونیورسٹیوں میں قائم اردو اور ہندی کے شعبوں کے ماہرین واساتذہ کرام نے شرکت کی۔

غیر مسلم ممالک میں اسلام کے صحیح تصور کو پیش کرنے کا فیصلہ

مکۃ المکرمہ: رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ نویں مکہ کانفرنس میں اسلام کے خلاف جاری نفرت انگیز مہم کے خلاف متحدہ حکمت عملی اختیار کرنے پر زور دیا گیا اور غیر مسلم ممالک میں اسلام کے صحیح تصور کو پیش کرنے پر بھی توجہ مرکوز کی گئی۔کانفرنس کے اختتام پر اسلامی ممالک کو تجویز پیش کی گئی کہ وہ غیر مسلم ممالک میں اسلام کو پیش کرنے کے لیے ایک جامع منصوبہ تیار کریں۔اس کانفرنس میں دنیا کے تمام غیر مسلم ممالک نے اسلام کا ''امن پیغام'' پہونچانے کی ذمہ داری بھی لی تاکہ یہ ممالک صحیح طور پر اسلام کے پیغام کو سمجھ سکیں جو امن وسکون اور بقائے باہم پر زور دیتا ہے۔مکہ مکرمہ کانفرنس میں اس بات کا بھی یقین دلایا گیا کہ ایسی تمام تنظیموں کو مختلف زبانوں میں کتابیں فراہم کی جائیں گی جو غیر مسلموں میں اسلام کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ورلڈ مسلم لیگ نے کانفرنس میں شریک ہونے والے مندوبین سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ اور دیگر مسلم تنظیموں کے ساتھ تعاون کریں تاکہ تعلیمی اکیڈیمیوں کا قیام عمل میں آسکے اور اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کے لیے ٹیلی ویژن پر مختلف زبانوں میں پروگرام پیش کرنے کی بھی تائید کریں۔

قرآن کریم کا تلگو ترجمہ

جدہ : مکہ مکرمہ میں ۱۹۷۵ء سے مقیم جناب ڈاکٹر عبدالرحیم محمد نے قرآن کریم کا تلگو زبان میں ترجمہ کیا ہے جس کا رسم اجراء جدہ تلگو اکیڈمی اور حیدرآباد ینگ مینس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام اونچے پیمانے پر عمل میں آیا۔ موصوف عبدالعزیز ہاسپٹل مکہ مکرمہ میں گردوں کے شعبہ کے ہیڈ ہیں۔موصوف کے اس ترجمہ کی اشاعت کنگ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ سے ہوئی، اس ترجمہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تلگو زبان میں یہ ترجمہ عربی سے کیا گیا ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع کا کام اس ماہ سے شروع

مدینہ منورہ: مسجد نبوی کی توسیع کا کام اس ماہ کے وسط سے شروع ہو جائے گا۔جس کے بعد اس مسجد میں مزید پانچ لاکھ افراد کے لیے نماز پڑھنے کی گنجائش پیدا ہو جائے گی۔اس پروجیکٹ کا تخمینہ تقریباً پونے پانچ بلین سعودی ریال ہے۔جس کے تحت مسجد نبوی میں حاضری دینے والے فرزندان توحید کو دھوپ کی تمازت اور بارش سے بچانے کے لیے ۱۸۲ بڑی چھتریاں لگائی جائیں گی۔

رپورٹ: صابر عمر گالسولکر (کویت)

IPC خیطان میں ایک یادگار شام

IPC کی خیطان شاخ میں جامعہ دار السلام عمرآباد سے فارغ طلبہ کی تنظیم "جمعیت ابنائے کویت" نے ایک شام ادب منعقد کیا' جس میں کئی معزز شخصیات اور علماءِ کرام نے شرکت کی۔ اگر ہم اسے ایک مشاعرہ کے علاوہ ادبی اور ثقافتی نشست بھی کہہ لیں تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا' کیونکہ جہاں اس نشست میں کویت کے معزز شعراء نے شرکت کی' تو ابنائے قدیم کے کئی ممبران نے اپنے ترنم میں نعتیں' حمد باری تعالی اور غزلیں پیش کیں۔ وہیں کچھ نے مزاحیہ کلام سے محفل کو زعفران کیا۔ تو کچھ علماء نے قرآن وسنت کی روشنی میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈال کر محفل میں روحانیت پھونک دی۔

اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے' شیخ محمد بلال ایک نومسلم ہیں' وہ اللہ کی رحمت کا شکر بجالاتے ہیں کہ اللہ نے انہیں تاریکی اور گمراہی سے نکال کر ایمان کی روشنی بخشی۔ آج ان کی زندگی میں کتنی بڑی تبدیلی آئی ہے' اس کا اندازہ ہم صرف ان کے ظاہر سے نہیں لگا سکتے۔ اللہ وحدہ لاشریک کے اقرار نے ان کو روحانی اور قلبی تسکین بخشی ہے۔ انہوں نے جہاں محفل کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا وہیں جب پہلی مرتبہ اللہ تبارک وتعالی نے انہیں عمرہ کی سعادت نصیب کی تھی' اس وقت کے اپنے احساسات اور جذبات کو انہوں نے اپنی مادری زبان تیلگو میں ایک نظم کی شکل دے کر بیان کیا۔ جسے میں سمجھنے سے قاصر تھا مگر ان کے چہرے اور آنکھوں سے ان کے جذبات کی تصویر جھلک رہی تھی جو الفاظ سے کئی گنا تاثیر رکھتی تھی جو کچھ نہ سمجھ کر بھی بہت کچھ سمجھا رہی تھی۔ سبحان اللہ! اللہ کی ذات بڑی رحیم وکریم ہے۔

محفل کی نظامت محمد خالد اعظمی صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دی۔ ناظم محفل نے صدارت کے لیے عالم دین مولانا محمد یسین فلاحی کو اسٹیج پر مدعو کیا اور مولانا شیخ عبدالسلام عمری کو مہمان خصوصی کی کرسی پیش کی گئی۔ اس کے بعد محفل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ناظم محفل نے محمد فاروق خان کو حمد باری تعالی پیش کرنے کی دعوت دی' انہوں نے ایک خوبصورت حمد کے ساتھ سماں باندھ دیا' پھر انور بنگلوری، نور محمد جامعی، ایوب خان، شیخ حبیب الرحمٰن جامعی اور نیاز ندوی نے مترنم نعتیں اور غزلیں پیش کیں۔ پھر محفل میں مدعو شعراء حضرات سعید روشن، عیسی بلوچ، سعید نظر کڑپوی، افروز عالم اور صابر عمر گالسولکر نے اپنے خوبصورت کلام سے سامعین کو محظوظ کیا اور خوب داد حاصل کی۔ آخر میں مہمان خصوصی مولانا شیخ عبدالسلام عمری نے بھی اپنے کچھ اشعار سنائے اور اس نشست کو کامیاب قرار دیا۔

محفل کا اختتام خطبہءِ صدارت پر ہوا' صدر محفل نے اپنے خطبے میں اس شام کو ایک یادگار شام قرار دیا اور تمام شعراء کے کلام کو سراہتے ہوئے کہا کہ دنیا میں جتنے بھی انقلاب آئے شاعروں کا رول ان میں نمایاں رہا ہے۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نمونہءِ کلام پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ صابر عمر گالسولکر کی نظم "عید" کے دو بند ملاحظہ کریں:

یہ کیسی عید آئی ہے؟ / کہ گذشتہ عید سے اس عید تک /
نہ جانے ہم نے کتنی ہی / وحشتوں کی فصلیں کاٹے ہیں / کتنی جنگوں کے عذاب جھیلے ہیں / کتنے دھماکوں سے سینہ لرزاں ہے / کتنی چیخوں سے روح کانپی ہے /
نہیں! میں یہ عید منا نہیں سکتا کہ اب بھی میری آنکھوں میں / کئی وحشتوں کے منظر ہیں /
ابھی ذہن میں میرے / ان دھماکوں کی یاد تازہ ہے / ان جنگوں سے جی دہلتا ہے

۲۔ عیسی بلوچ کی نظم "ایک ذائقہ" کے دو بند ملاحظہ کریں:

ایک ذائقہ / بہت کڑوا، بہت تلخ / مگر کھرا / زندگی کی سرحد سے جڑا / میرا منتظر / اور میں کہ ڈرا پریشاں وسہما سہما / اس کی جانب / بڑھتے قدموں کو / روکنے میں سرگرداں / آج وہاں پہنچا ہوں / جہاں چارسو اک بھیڑ ہے

۳۔ افروز عالم :

جس شام مرے ذہن میں آئے نہ تری یاد
وہ شام بھی چپکے سے نکل جائے تو اچھا
ہروقت یہی رب سے دعا مانگ رہا ہوں
ہے سر پہ جو طوفان وہ ٹل جائے تو اچھا

۴۔ سعید نظر کڑپوی:

میں بھی دلوں میں پیار کی کلیاں کھلا سکوں
اندازِ گفتگو کو مری تو کمال دے
تلوار اس کے ہاتھ میں تونے تھما تو دی
میرا بھی کر خیال کہ مجھ کو بھی ڈھال دے

۵۔ سعید روشن:

درمیاں اشک رواں وہ بھی دکھی ہم بھی دکھی
بعد ترک دوستاں وہ بھی دکھی ہم بھی دکھی
اک انا کی جنگ میں دونوں مقابل آگئے
کھینچ کر تیغ وسناں وہ بھی دکھی ہم بھی دکھی

محمد شاہنواز محمدی

IPC کے شب و روز

تربیتی پروگرام

عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے ہندی اور اردو داں نومسلموں کے لیے "مرکز رواد ....." سرہ کے لکچر ہال میں ایک تربیتی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں پروجکٹر کے ذریعہ مکہ مکرمہ سے متعلق سائنسی انکشافات پیش کیے گئے۔
اور حج وعمرہ نیز اماکن مقدسہ پر مشتمل ایک CD بھی دکھائی گئی، اسی طرح نومسلم بھائیوں کے اندر دعوتی جذبہ بیدار کرنے کے لیے ڈاکٹر ذاکر نائک کی معروف CD "دعوت یا تباہی" کا مشاہدہ بھی کرایا گیا۔

IMA یوتھ ونگ کا تفریحی پروگرام

عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے IPC جلیب شاخ کے زیر اہتمام IMA یوتھ ونگ کا تفریحی پروگرام کبد شاخ میں رکھا گیا جس میں کئی ایک دینی وثقافتی پروگرام ہوئے، برادرم نثار احمد نے "طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے" کے موضوع پر درس دیا۔ پھر مختلف قسم کے کھیل کود کا پروگرام رہا۔ پھر رفعت صاحب کے زیر صدارت ثقافتی پروگرام شروع ہوا، جس کی نظامت برادرم مجاہد خان عمری نے فرمائی۔ اخیر میں صدر تنظیم برادرم محمد حسن نے کویت میں دعوتی مواقع اور سازگار حالات پر گفتگو کرتے ہوئے تمام نوجوانوں کو اس کام میں دلچسپی لینے کی رغبت دلائی نیز طریقہ کار کی طرف بھی رہنمائی فرمائی۔ شرکاء کی مجموعی تعداد ساٹھ تھی۔

تفریحی پروگرام

IPC نومسلم ڈپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ہندی اور اردو داں نومسلم بھائیوں کے لیے سیر وتفریح کا ایک پروگرام رکھا گیا جس میں ۱۲ نومسلم بھائیوں نے شرکت کی، اس مناسبت سے ہندی زبان کے داعی محمد شاہنواز محمدی نے اسلام میں سیر وسیاحت کے مقاصد وفوائد پر روشنی ڈالا اور چند ثقافتی پروگرام بھی پیش کیے گئے۔

نویں عالمی کانفرنس میں ذمہ داران IPC کی شرکت

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیر اہتمام منعقدہ نویں عالمی کانفرنس میں IPC کے معاون جنرل منیجر جمال بن ناصر الشطی نے شرکت کی اور "دعوت کے تئیں رابطہ کے خدمات" پر مشتمل اپنا گرانقدر مقالہ پیش کیا

دعوتی پروگرام

IPC کی میڈیا ڈپارٹمنٹ کے منیجر عبداللہ محمد صالح نے بتایا کہ IPC نے غرناطہ سینما ہال میں مورخہ ۲۸/۱۱/۲۰۰۸ء جمعہ کی شام ایک عوامی لکچر کا انعقاد کیا جس میں امریکی داعی ابراہیم ہوپر نے حاضرین سے خطاب فرمایا، انہوں نے اسلام کے تئیں مغرب کی غلط فہمیوں اور ان کے سدباب کے لیے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو مثبت انداز میں پیش کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اسلام امن وسکون کا مذہب ہے، دہشت گردی اور تشدد پسندی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ پروگرام وزارۃ الاوقاف، Aware Centre، KIG اور IMA کے تعاون سے منعقد ہوا۔

ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت اردو مجلّہ ہے۔اس میں
اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 250	KWD 175	KWD 200
2	Inside Page of Back Cover	KWD 250	KWD 175	KWD 200
3	Single Page Inside	KWD 200	KWD 140	KWD 160
4	Two middle pages	KWD 300	KWD 210	KWD 240
5	Back Cover Page	KWD 300	KWD 210	KWD 240

Half Page : Half of the above mentioned rates
Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

contact:
email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No: 22444117 ext.104, 97257389